ARYA MUSAFIR
G. K. U.

449

उर्दू संग्रह

पुस्तक का नाम आर्य मुसाफिर मैगज़ीन
माह दिसम्बर १९१२

लेखक आर्य प्रतिनिधि सभा पंजाब

प्रकाशन वर्ष माह दिसम्बर १९१२

आगत संख्या 449

CC-O. Gurukul Kangri Collection, Haridwar. Digitized By Siddhanta eGangotri Gyaan

449

CC-O. Gurukul Kangri Collection, Haridwar. Digitized By Siddhanta eGangotri Gyaan Kosha

CC-O. Gurukul Kangri Collection, Haridwar. Digitized By Siddhanta eGangotri Gyaan Kosha

رجسٹرڈ ایل نمبر ۶۶۰ ادم رجسٹرڈ ایل نمبر ۶۶۰

حسب الحکم سبھا کمیٹی آریہ پرتی ندھی سبھا پنجاب

آریہ مسافر

سالانہ چندہ مع محصول ڈاک تین روپیہ

غیر ممالک اسلام سے مع محصول ڈاک دو روپیہ

۶۱۹

بیادگار دھرم بیر پنڈت لیکھرام جی آریہ مسافر

جلد ۱۵ | دسمبر ۱۹۱۲ء | نمبر ۳

فہرست مضامین

۱	رفتار زمانہ	از مہاشہ ستیہ دادی — صفحہ ۲ سے
۲	گورنمنٹ کا شن وحانی آزادی تھا۔	از ڈاکٹر گوکل چند ایم۔ اے — ″ ۱۰
۳	لالہ جوگیشیان مرحوم کی زندگی کے مختصر حالات	از لالہ شادی رام آریہ پانی پتی — ″ ۱۹
۴	زمانہ حال کا لنش کلنک اوتار	از آنند — ″ ۲۴
۵	سندھیا منظوم۔	از ہلکت موتی رام سکریٹری آریہ سماج میانوالی — ″ ۲۷
۶	بھگوان بدھ کا آخری اُپدیش	از سدانند
۷	گیتا میں ارجن کے پانچ صفاتی نام	از دگیان
۸	آریہ مسافر کا سترہ منڈل	
۹	گایتری منتر	از مہاشہ رونق رام شاد منیجر آریہ کنیا پاٹشالہ بھدوڑ — ″ ۴۹
۱۰	موجودہ زمانہ کا لاثانی رشی	از دشلوت۔
۱۱	کشتی ہند کا ناخدا	از مہاشہ چندر کوی — ″ ۵۲
۱۲	مہرشی دیانند سرسوتی	از مہاشہ مختار سنگھ ایل یو پردھان آریہ سماج میرٹھ شہر — ″ ۵۳
۱۳	انجیلوں کا اردو ترجمہ ...	— ″ ۷۷

یہ مشین پریس جالندھر شہر میں مہاشہ امرناتھ کھنہ کے اہتمام سے چھپکر شائع ہوا

CC-O. Gurukul Kangri Collection, Haridwar. Digitized By Siddhanta eGangotri Gyaan Kosha

CC-O. Gurukul Kangri Collection, Haridwar. Digitized By Siddhanta eGangotri Gyaan Kosha

آریہ مسافر

جلد ۱۵ بابت ماہ دسمبر سنہ ۱۹۱۲ء نمبر ۳

آریہ مسافر جالندھر کے متعلق چند ضروری باتیں

(۱) کوشش یہ کی جارہی ہے کہ ہر ماہ کا رسالہ اسی مہینہ کی ۱۵ تاریخ سے پیشتر ناظرین کے ہاتھوں میں پہنچ جاوے۔

(۲) اب جالندہر میں صرف مقام اشاعت ہی ہے۔ دفتر پنجر وائیدیٹر وادھشٹاتا موگا ضلع فیروزپور میں ہے۔ اشتہارات مضامین وغیرہ کے متعلق جملہ خط و کتابت پنڈت وشنودت بی اے۔ ایل بی وکیل موگا (ضلع فیروزپور) کے پتہ سے ہونی چاہئے۔

(۳) عوام سے قیمت سالانہ رسالہ "آریہ مسافر" تین روپیہ ہے۔ لیکن طالبعلموں اور اہل اسلام اور عیسائیوں سے صرف دو روپیہ سالانہ لیا جاویگا۔ قیمت نی کاپی ۶ ہے۔ ترسیل زر بھی ادھشٹاتا کے ہی نام ہونی چاہئے۔

(ادھشٹاتا)

CC-O. Gurukul Kangri Collection, Haridwar. Digitized By Siddhanta eGangotri Gyaan Kosha

رفتار زمانہ

دسمبر کا مہینہ کانگریسوں اور کانفرنسوں کے لئے خصوصاً مشہور ہے۔ ابکی دفعہ کانگریس بانکی پور صوبہ بہار میں ہوگی۔ کانگریس کے ساتھ ہی اس موقعہ پر سوشیل کانفرنس بھی ہوگی۔ جس طرح پولیٹیکل اغراض کے لئے قومی کانگریس کی جاتی ہے۔ اسی طرح مجلسی اصلاح کے لئے بھی سوشیل کانفرنس کی جاتی ہے۔ ملک میں جس قدر مجلسی خرابیاں پھیلی ہوئی ہیں۔ اُن کے متعلق چند رزولیوشن پاس کر کے سوشیل کانفرنس کا کام ختم ہو جاتا ہے۔ مگر زبانی باتوں سے آج تک کچھ نہیں بنا اور نہ آئندہ بننے کی اُمید ہے۔ کیا ذات پات چھوٹی عمر کی شادی فضول اخراجات مورتی پوجا وغیرہ ہزاروں جاتی کو کمزور کرنیوالی خرابیاں صرف رزولیوشن پاس کرنے سے دُور ہو سکتی ہیں۔ ان خرابیوں کو تو صرف دھرم کی طاقت ہی دُور کر سکتی ہے براہم سماج کی کانفرنس بھی اس موقعہ پر ہوا کرتی ہے۔ کیوں نہ سارو دیشک سبھا یا اُس صوبہ کی آریہ پرتی ندھی سبھا جہاں کانگریس منعقد ہوتی آریہ سماج کی بھی ایک عالیشان کانفرنس کی جاوے۔ بانکی پور میں آریہ پرتی ندھی سبھا بنگال و بہار کو اس موقعہ پر خاص انتظام کرنا چاہیئے۔ بہتر ہو کہ اس موقعہ پر بنگال اور بہار میں ہی ویدک دھرم کے پرچار کا خاص انتظام کیا جاوے۔ تاکہ اعلےٰ تعلیم یافتہ بنگالی اور بہاری ویدک دھرم کو گرہن کر کے سنسار میں سکھ اور آنند پھیلانے کا کارن بنیں ✤

بنگال کی سوشیل حالت جیسی خراب ہے وہ ایک کُلین براہمنوں کی حالت کو ہی دیکھنے سے ہی پتہ لگ سکتا ہے۔ کُلین براہمن کے ہاں بدقسمتی سے ایک کنیا پیدا ہو جاوے تو اُس ماتا پتا کے لئے سخت مصیبت اُٹھانی پڑتی ہے۔ کوئی شخص اسکی کنیا سے بواہ کرنے کے لئے تیار نہیں ہوتا۔ جب تک کہ معقول جہیز نہ دیا جاوے۔ بنگال کے آج کل ایک ایسے ہی شخص کے حالات معلوم ہوئے ہیں۔ وہ بیچارہ ایک عورت ایک لڑکا اور لڑکی بس اتنے ہی چھوٹے سے کنبہ کا ایک تھا۔ بدقسمتی سے ایک لڑکی کا ہونا اسکو

CC-O. Gurukul Kangri Collection, Haridwar. Digitized By Siddhanta eGangotri Gyaan Kosha

لئے وبال جان تھا۔ لڑکی کے لئے ور تلاش کر رہا تھا کہ اُسکی بیوی مر گئی۔ اب اُس نے اِس مصیبت کا یہ علاج سوچا کہ پہلے اپنے لڑکے کی شادی کرے۔ تاکہ جو جہیز آوے وہ اپنی لڑکی کو دیسکے مگر بیچارے کا لڑکا بھی چند آیام میں فوت ہو گیا۔ اب اور بھی زیادہ وقت ہو گئی۔ اسنے آخر کار پہلے خود اپنی شادی کر لی اور پھر اپنی کنیا کی شادی اپنے سالے سے کر دی اور اس طرح اپنی کنیا کی شادی کا بمشکل انتظام کرنے پایا جب تک بنگال میں ویدک دھرم کی روشنی پھیل براھم وواہ کا پرچار نہیں ہو گا۔ بنگال دھارمک لحاظ سے ترقی نہ کر سکیگا۔ علمی لحاظ سے بنگال کس قدر ترقی یافتہ ہے مگر جہاں اخلاقی جرات اور دھرم کا نام آتا ہے۔ بنگال سب سے پیچھے نظر آتا ہے۔"

ہمیں اس بات کا پتہ نہیں لگتا کہ وہ اخبارات اور رسالہ جات جو دھرم پرچار کے نام سے بھارت واسیوں میں اپنا اپنا راگ الاپ رہے ہیں کس طرح گوارا کر سکتے ہیں کہ آریہ سماج کے متعلق غلط فہمیاں پھیلائیں۔ سچ پوچھئے کہ آج کل جو جاسوس طرف نئی مصیبت کے بادل ہر روز آریہ سماج کے سر پر منڈلاتے رہتے ہیں۔ اُس کا اصلی کارن بھی یہی اخبارات اور رسالہ جات ہی ہیں۔ مثال کے طور پر سُنئے کہ "پرکاش" کے رشی نمبر کے متعلق ایک شخص نے یہ تجویز پیش کی کہ "پرکاش" کے رشی نمبر کے ساتھ رشی دیانند کی پتھر کی مورتیاں ارسال کیجاویں۔ اِس کے متعلق اس تجویز کے ناقابل عمل ہونے کی بابت پرکاش کے فاضل ایڈیٹر نے ایک نوٹ لکھا اب اِس نوٹ کی کتر بیونت کر کے خالصہ اخباروں نے شائع کیا اور پھر پیسہ اخبار نے اسی "آریہ سماج" میں مورتی پوجا عنوان جما کر شائع کر دیا۔ سناتن دھرم گزٹ لاہور اور اگنی ہوتری کے دھرم جیون اور جیون تت کا بھی یہی قاعدہ رہا ہے۔

ایک اور اسی قسم کی مثال سُنئے۔ عرصہ ہوا ہمعصر پرکاش میں پنڈت پورنانند جی کی بنالہ کی بھگوت گیتا کا ذکر چھپا تھا ہمعصر آریہ گزٹ نے سجائے گیتا کے بھاگوت کی کتھا کا سماچار شائع کر کے آریہ پرتی ندھی بھا پنجاب کو لعن وطعن دینا چاہا۔ آخر کار آریہ گزٹ لاہور نے اپنی غلطی کو محسوس کیا۔ اور اخبار بھنگ سماچار نے

CC-O. Gurukul Kangri Collection, Haridwar. Digitized By Siddhanta eGangotri Gyaan Kosha

اِس امر کے متعلق اطمینان ظاہر کیا۔ مگر مشہور واعظ اسلام مولوی ابوالوفا ثناء اللہ صاحب مولوی فاضل اڈیٹر مسلمان و اہلحدیث کے لئے یہ موقعہ غنیمت تھا۔ چنانچہ آپنے "آریوں کی تیز زبانی اور مسلمانوں کی نرمی کا نتیجہ" کی خریدار اور چٹ پٹی سرخی جماکر اپنے مسلمان ناظرین کو خوش کرنا چاہا ہے۔ اِسی طرح عرصہ دراز ہو چکا ہے کہ "ہندوستان" میں کسی بھائی نے ایک آریہ سماج مندر میں مریادا پرشوتم شری رامچندر جی کے متعلق خلاف شان کلمات کہے جانے کی شکایت کی تھی اُسی وقت اِس امر کی تسلی بخش تردید ہو چکی تھی مگر وہی مولوی صاحب لائل گزٹ اور سناتن دھرم گزٹ ۱۵۔ مارچ ۱۸۹۶ء کی تحریروں کی شہادت پیش کر کے آریہ سماج اور دھرم ویر پنڈت لیکھرام اور رشی دیانند کو گالیاں دینے کا بہانہ ڈھونڈ لیتے ہیں۔ اِس قسم کی تحریروں سے صبر خراشی کرنے کی بجائے کیوں نہ سنجیدگی سے ہر دو کے نمائندہ مضمون پر وچار کیا جاوے۔

عرصہ دراز سے قادیانی مرزا اور اس کے چیلے خالصہ بھائیوں سے اِس امر کی متعلق بحث مباحثہ کرتے رہے ہیں کہ گورو نانک صاحب مسلمان تھے۔ مرزا مرحوم کی زندگی میں بھی ایک کتاب اِس قسم کی لکھی گئی تھی۔ اور سردار راجیندر سنگھ اڈیٹر خالصہ بہادر لاہور نے اُس کا جواب بھی شائع کیا تھا۔ جو واقعات گورو نانک کے مسلمان ہونے کے بارے میں احمدی اصحاب پیش کرتے ہیں۔ اُسے یہ تو مطلق ثابت نہیں ہوتا ہے کہ وہ اہل اسلام کے دینی عقائد پر کسی قسم کا وشواس رکھتے تھے۔ بلکہ امر واقعہ تو یہ معلوم ہوتا ہے کہ وہ مسلمانی دین کے خلاف تھے اور اُنہوں نے مذہب اسلام کے روزہ زکوٰۃ پنجوقتہ نماز وغیرہ قریباً ہر ایک مسئلہ کے برخلاف کہا ہے اور ویدک دھرم کے عالیگیر اصولوں بھگتی گیان دھیان اور یوگ کا پرچار کیا ہے اِس ضمن میں اِس ماہ کے رسالہ میں ڈاکٹر گوکل چند ایم۔ اے کا مضمون خصوصاً پڑھنے کے قابل ہے۔ جس میں اُنہوں نے ثابت کیا ہے کہ گورو نانک کا مشن روحانی تھا اور اُن کے پرچار اور کام کا نتیجہ یہ ہوا کہ ہندو جاتی میں پھر سے ویدک دھرم کے اصولوں کا پرچار ہو گیا۔ ضرورت زمانہ ہر قسم کے سامان پیدا کر دیتی ہے۔ اور

CC-O. Gurukul Kangri Collection, Haridwar. Digitized By Siddhanta eGangotri Gyaan Kosha

دراصل اُس ابتری کے زمانہ میں آریہ جاتی کو بچانے کے لئے ایک ایسے عالیدماغ گورو کی سخت ضرورت تھی۔

مسئلہ جہاد اہل اسلام کے لئے ہمیشہ تنگ کرنے والا مسئلہ رہا ہے۔ موجودہ روشنی اور علم کے زمانہ میں کئی لوگ یہ کوشش کر رہے ہیں کہ یہ ثابت کیا جاوے کہ مذہب اسلام میں مسئلہ جہاد کا نام و نشان نہیں ہے۔ مگر اہل اسلام کے ممالک میں ابھی تک یہ مسئلہ جیتا جاگتا موجود ہے۔ ہمارے پڑوس میں سرحدی علاقہ میں اسی مبارک مسئلہ کی وجہ سے اُس علاقہ کی غیر مسلم رعایا ہمیشہ نالاں رہتی ہے۔ ماہ ستمبر کے "رسالہ آریہ مسافر" میں مہدی کے متعلق جو خیالات مسلمانوں کے دلوں میں موجزن ہیں۔ وہ ایک مستند احمدی رسالہ کے حوالہ جات سے ناظرین رسالہ ہذا کی دلچسپی کے لئے دکھلائے گئے تھے۔ اس روشنی اور علم کے زمانہ میں بھی بہت سے مسلمان ایسے موجود ہیں جو اس انتظار میں ہیں مہدی اس دنیا میں آویگا۔ جو بزور شمشیر کل دنیا کو حلقہ اسلام میں داخل کرے گا۔ اور اسوقت کوئی شخص تختہ دنیا پر غیر مسلم باقی نہ رہیگا ٭

پنڈت لیکھرام آریہ مسافر نے ایک رسالہ جہاد لکھا تھا۔ جس میں قرآن کی آیتوں اور تواریخی واقعات سے اس مسئلہ کی اہلیت ظاہر کی ہے۔ اس رسالہ کو اگرچہ شائع ہوئے بھی عرصہ دراز ہو چکا ہے۔ مگر کسی نے اس کا کوئی بھی معقول جواب شائع نہیں کیا۔ مگر مولوی ثناء اللہ صاحب نے "جاٹ رے جاٹ تیرے سر پر کھاٹ" اور تیلی رہی تیلی تیرے سر پر کولہو" والی مثال پر عمل کیا ہے۔ کیونکہ وہ خیال کرتے ہیں۔ کہ آخر جواب نام تو ہر ایک قسم کی تحریر کا رکھا جا سکتا ہے۔ آپنے اپنے اس انوکھے رسالہ کا نام رکھا "جہاد وید" اس میں آپنے اُن ویدمنتروں کو تحریر کیا۔ جس میں راجہ کے فرائض جنگ کے قوانین میدان جنگ میں بستاؤ وغیرہ کی ہدایات درج ہیں۔ آخر کار اس کتاب کا بھی جواب تحریر کیا گیا جس کا نام رکھا گیا "رد جہاد وید" جو دفتر آریہ مسافر سے بقیمت ۱ روپیل سکتا ہے۔ اس کے جواب میں اخبار مسلمان امرت سر میں "ویدک پالیٹکس" نکل

CC-O. Gurukul Kangri Collection, Haridwar. Digitized By Siddhanta eGangotri Gyaan Kosha

رہا ہے۔ جن منوسمرتی وغیرہ کے وہ حوالہ جات دے رہے ہیں۔ اُس سے خود ظاہر ہے کہ میدان جنگ کے مال غنیمت کو تقسیم کرنے وغیرہ کے قواعد ہیں نہ کہ اسلامی جہاد۔ اسلامی جہاد سے جو مراد ہے وہ آپنے اسی مضمون میں خود ظاہر کر دیا ہے چنانچہ مسلہ جہاد پر آپنے ایک فرانسیسی عالم کے لکھے ہوئے مضمون میں سے اقتباسات دئے ہیں۔ جس کے آخری الفاظ یہ ہیں کہ "مذہب کی اشاعت میں اول نرمی اور رحمدلی کے طریقوں کو استعمال کیا جاوے اگر ان سے کام نہ نکلے تو دلائل سے کام لیا جاوے۔ اور اگر ان سے بھی کوئی نفع نہ ہو تو مجبوراً ہتھیار اُٹھانے چاہیں" کیا مسلہ جہاد ایسی صورت میں دید اور منوسمرتی سے کوئی شخص دکھلا سکتا ہے۔

آریہ پرتی ندھی سبھا پنجاب کی جو سہ ماہی رپورٹ شائع ہوئی ہے اُس سے معلوم ہوتا ہے کہ سالگذشتہ کی نسبت بہت زیادہ روپیہ وید پرچار فنڈ کے لئے وصول ہوا ہے۔ مگر اُپدیشکوں اور بھجنیکوں کے زیادہ ہونے کی وجہ سے اخراجات زیادہ ہوئے ہیں۔ قریباً ۴۰ اُپدیشک اور بھجنیک سبھا کی طرف سے کام کر رہے ہیں۔ خوشی کی بات ہے کہ کئی سنیاسی مہاتما بھی سبھا کے کام میں سہائتا دیتے ہیں۔ سوامی ستیانند سوامی اچھیانند سوامی اونکار سچدانند سوامی دریانند وغیرہ کئی سنیاسی وید دھرم کا پرچار کر رہے ہیں۔ فرصت کے وقت میں مہاشہ بالکرشن ایم۔ اے۔ مہاشہ رادیو پنڈت ہرشچندر ودیالنکار اور پنڈت اندر ودیالنکار اور مہاتما منشی رام جی اور مہاشہ کرشن بی۔ اے وغیرہ اصحاب بھی آریہ سماج کے اقتسوں پر پرچار کے لئے جاتے رہے ہیں۔ جن اصحاب کو پرماتما نے توفیق دی ہے انہیں اپنا فرصت کا وقت ضرور دھرم کے کاریوں میں ارپن کرنا چاہئے۔ اِس سہ ماہی رپورٹ میں آریہ مسافر کے حسارہ کا خاص طور پر ذکر ہے۔ پہلے آریہ پرتی ندھی سبھا پنجاب کا انگریزی آرگن "آریہ پتر کا" تھا۔ وہ اخبار صرف حسارہ کے ناقابل برداشت بوجھ کے ڈر کے مارے غیر ہاتھوں میں دیا گیا۔ دھرم ویر کی یادگار میں صرف ایک "آریہ مسافر" ہی نکلتا ہے۔ جس میں مخالفین کی تحریروں اور کتابوں کے جوابات بھی شائع کئے جاتے ہیں۔ کیا پنڈت لیکھرام کی وصیت اور شہادت کا

CC-O. Gurukul Kangri Collection, Haridwar. Digitized By Siddhanta eGangotri Gyaan Kosha

ہم پر اتنا بھی اثر نہیں ہوگا۔ کہ "آریہ مسافر" کس پرسی کی حالت میں نہ رہے۔ اب تو آریہ مسافر کو ہر ایک صورت میں اعلیٰ پایہ کا رسالہ بنانے کی کوشش کرنی ہی ہے پنڈت لیکھرام میموریل فنڈ کا مجوزہ روپیہ بھی ابھی تک جمع نہیں ہوا ہے۔ بلکہ اس فنڈ کے متعلق جو کام شروع ہو چکے ہیں۔ اُس کے قائم رکھنے کے لئے فنڈ کی اصل رقم میں سے خرچ کرنا پڑتا ہے"

بھارت کی نئی راجدھانی میں آخر کار مہاتما منشی رام جی پہنچ گئے۔ یہ بہت اچھا ہوا کہ ستیہ دھرم پرچارک کا مطبع اور اخبار وہاں چلے گئے۔ اب سناتک اندر دیدالنکار اور مہاتما منشی رام مستقل طور پر وہیں رہیں گے۔ خاص دہلی میں مختلف اطراف میں قریباً ۷ آریہ سماجیں ہیں۔ ان سب آریہ سماجوں میں سے آریہ سماج چاوڑی بازار میں ہی زندگی کے آثار ہیں چنانچہ آج کل مہاتما جی اور سناتک اندر کے کئی لیکچر اور کتھائیں آریہ سماج چاوڑی بازار کے مندر میں ہو چکے ہیں۔ افسوس ہے کہ سنسکرت کا ماہواری رسالہ "اوشا" فی الحال نکلنے نہ پاوے گا۔ "اوشا" ضرور نکلنا چاہیئے۔ اس میں آریہ سماج کی عظمت ہے۔ بھارت ورش بھر کی سارودیشک سبھا کا صدر مقام بھی دہلی ہی ہے۔ اس سبھا کے لئے مندر بھی مل گیا ہے۔ اس میں پاٹھ شالا۔ لائبریری وغیرہ کھولے گئے ہیں۔ مہاتما منشی رام جی جو سارودیشک سبھا کے پردھان ہیں۔ سارودیشک سبھا کو زندہ طاقت بنانا چاہتے ہیں۔ چنانچہ مہاتما جی کا ارادہ دہلی میں ایک اپدیشک۔ پاٹھ شالا کھولنے کا بھی ہے۔ اگر مختلف صوبجاتی آریہ پرتی ندھی سبھاؤں نے سارودیشک سبھا کو مضبوط کرنے کی کوشش کی تو بلاشبہ جہاں جہاں ویدک دھرم کا پرچار ابھی تک نہیں ہوا وہاں ویدک دھرم کے پرچار کا انتظام ہو سکتا ہے۔

مرزا غلام احمد قادیانی کی وفات کے بعد امید تھی کہ الہامات کا سلسلہ بند ہو جاوے گا مگر اس میں کسی قسم کی کمی نہیں ہوئی۔ چنانچہ ان الہامات کی تشریح کرنے کے لئے خاص قادیان سے اس وقت "تشحیذ الاذہان" "الحکم" "بدر" "نور" "ریویو اردو" جاری

CC-O. Gurukul Kangri Collection, Haridwar. Digitized By Siddhanta eGangotri Gyaan Kosha

"احمدی خاتون" شائع ہوتے ہیں۔ دہلی سے "الحق" بھی ان ہی اغراض کے لئے نکلتا ہے۔ اور شائد اور کوئی رسالہ یا اخبار بھی احمدی جماعت کے استحکام کے لئے کسی دوسری جگہ سے شائع ہوتا ہوگا۔ خواجہ کمال الدین بی۔ اے ایل ایل بی وکیل لاہور لنڈن بغرض اشاعت احمدی عقیدہ و بابرائے حصول ڈگری وغیرہ تشریف لے گئے ہیں۔ اب اس کے متعلق بھی بدر مورخہ ۱۳۔ اکتوبر ۱۹۱۲ء میں کسی پرانے الہام کی تاویل کر کے ظاہر کیا گیا ہے کہ ۴۰ سال ہوئے مرزا صاحب پیشین گوئی کر چکے ہیں کہ خواجہ صاحب لنڈن تشریف لیجاویں گے۔ وہ الہام یہ ہے کہ ازالہ اوہام طبع ثالث میں مرزا صاحب نے فرمایا تھا کہ انہوں نے خواب میں اپنے آپ کو انگریزی زبان میں انگلینڈ میں تقریر کرتے دیکھا۔ اب قادیانی اخبارات یہ تاویل کرتے ہیں۔ کہ دراصل یہ خواجہ صاحب کے لنڈن تشریف لیجانے کے متعلق الہام تھا۔ مرزائی چیلے بھی عجیب ضعیف الاعتقاد ہیں کہ اس قسم کی تشریحوں اور تاویلوں کو بلا چون و چرا تسلیم کر لیتے ہیں۔

ایک اور دفعہ مرزا صاحب نے فرمایا تھا کہ شائد وہ عرب میں جاویں گے۔ اور ۲۵ یا ۲۶ برس ہوئے۔ جب انہوں نے کسی شخص کو خواب میں ان کا نام آدہا عربی اور آدھا انگریزی میں لکھتے ہوئے دیکھا تھا۔ اور نبیوں کی بعض باتیں مرزا صاحب کے خیال میں انکی اولاد کے زمانہ میں پوری ہوتی ہیں۔ آج کل ایک عرب کے رہنے والے ایک سید عبدالحی صاحب مرزا صاحب کے معتقدین میں سے ہیں۔ قادیانی اخبار اسکی تاویل یہ کرتے ہیں کہ سید صاحب کے احمدی ہونے کا اس الہام میں ذکر تھا۔ مرزا صاحب کے پیروان کے دماغ ہمیشہ اسی قسم کی تاویلوں میں خرچ ہوتے رہتے ہیں۔

جس طرح حضرت محمد کی رسالت کے بعد خلیفہ کا سلسلہ شروع ہو گیا تھا۔ اسی طرح احمدی جماعت میں خلافت کا سلسلہ جاری ہوا ہے۔ آج کل قادیان میں ایک شخص مولوی نورالدین صاحب خلیفۃ المسیح ہیں اور احمدی جماعت میں سے بہت سے اشخاص ان کو خلیفہ مانتے ہیں۔ مگر اس گدی کے ایک اور دعویدار پیدا ہو گئے ہیں جن کا نام

CC-D. Gurukul Kangri Collection, Haridwar. Digitized By Siddhanta eGangotri Gyaan Kosha

مولوی عبداللہ تیماپوری ہے۔ مگر ۲۳ جنوری ۱۹۰۲ء سے ایک شخص اور کو خلیفۃ المسیح بننے کا خیال آیا ہے ان کا نام نامی قاضی یار محمد بی۔ او۔ ایل مختار نور پور (ضلع کانگڑہ) ہے۔ انہوں نے چار اشتہار اپنی دعوی کو ثابت کرنے کے لئے شائع کئے ہیں۔ وہ فرماتے ہیں کہ قرآن شریف اور الہامات مرزا صاحب میں انکی خلافت کا ذکر ہے۔ کبھی مرزا صاحب نے فرمایا تھا کہ "ایک ٹوٹی تلوار ہے پھر وہ سیدھی ہو گئی" اس کے متعلق قاضی صاحب کا یہ خیال ہے کہ یہ الہام خاص انکے خلیفہ بنائے جانیکے متعلق تھا۔ اگرچہ اسوقت انکی خلافت کو تسلیم نہیں کیا جاتا مگر قاضی صاحب کا حوصلہ پست نہیں ہوا۔ انکا خیال ہے کہ مرزا صاحب کا الہام ضرور پورا ہوگا۔ کیونکہ اگرچہ انکا دعوے فی الحال ٹوٹی ہوئی تلوار ہے۔ مگر آخر کار سیدھی تلوار ثابت ہوگا۔

قاضی یار محمد صاحب بی۔ او۔ ایل مختار نور پور دعویدار خلیفہ کو ایڈیٹر الحکم اکبر خاں شاعر قادیانی اور میر مہدی حسین ملہم نے ملعنہ دیا ہے کہ قاضی صاحب جن خوابوں کا ذکر کرتے ہیں۔ وہ تو احمدی جولاہوں اور خاکروبوں کو بھی آتے ہیں۔ مگر قاضی صاحب اس طعن و تشنیع سے گھبرانے والے نہیں ہیں۔ انہوں نے صرف زمانہ گزشتہ کے اپنے خوابوں کو ہی اپنی خلافت کے ثابت کرنے کے لئے پیش نہیں کیا۔ بلکہ انہوں نے آئندہ کے متعلق بھی چند الہامات بطور خواب شائع کئے ہیں۔ اور وہ اپنی ان پیشین گوئیوں کو اپنی صداقت میں پیش کرتے ہیں۔ چنانچہ ایک پیشین گوئی تو انہوں نے اپنے اشتہار نمبر ۴ کے صفحہ ۹ پر ظاہر کی ہے۔ جس میں لکھا ہے کہ "ایک رات میں نے خواب میں دیکھا کہ میرے نکاح میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی لڑکی مبارکہ بیگم آئی" قاضی صاحب فرماتے ہیں کہ یہ خواب انہوں نے قادیان میں عرصہ دراز ہوا سنا دیا تھا۔ اور اسکی وجہ سے انہیں سخت مصائب بھی برداشت کرنی پڑیں اور اس اشتہار کے آخری صفحہ پر انہی قسم کا ایک اور خواب درج فرماتے ہیں۔ کہ ایک انکا عزیز بابو نور محمد سکنہ بروٹی ضلع ہوشیار پور نائب تحصیلدار ہو جاوینگے۔ قاضی صاحب کو بھی خوب دل سوجھتی ہیں۔ مرزا صاحب کی تعلیم کا قدرتی نتیجہ یہی ہونا تھا کہ انکی جماعت کا ہر ایک شخص اپنے آپ کو مسیح سمجھنے لگے۔ اگر خلافت دعویداروں کو یہی حالت ہی تو بیچارے احمدیوں کے لئے اس امر کا فیصلہ ہو جاویگا۔ کہ سچا خلیفہ کون ہے۔ (سمتیہ وادی)

CC-O. Gurukul Kangri Collection, Haridwar. Digitized By Siddhanta eGangotri Gyaan Kosha

گورو نانک کا مشن روحانی آزادی تھا

از

ڈاکٹر گوکل چند صاحب ایم اے۔ بی ایچ ڈی بیرسٹرایٹ لا۔ لاہور

عموماً کہا جاتا ہے کہ گورو نانک نے جب سکھ مذہب کو قائم کیا تو اُنکے پیروان امن پسند تھے۔ اور یہی صورت قائم رہی جبکہ گورو گوبند سنگھ جی گدی نشین ہوئے اور چونکہ گورو گوبند سنگھ کو ملک گیری کا شوق دامنگیر ہوا۔ اس لیئے انہوں نے اس فرقہ کے امن پسند پیروان کو ایک مذہبی جنگی فرقہ بنا دیا۔ بلاشبہ دسویں گورو کی سرکردگی میں سکھوں کی پولیٹیکل خواہشات نے زیادہ نمایاں صورت اختیار کرلی۔ لیکن خالصہ تاریخ کے بغور مطالعہ سے واضح ہے کہ تبدیلی کا عمل گورو گوبند سنگھ صاحب کے زمانہ سے بہت عرصہ پیشتر شروع ہو چکا تھا۔ درحقیقت گورو گوبند سنگھ خود اور اُن کا کام اُس انقلاب کے قدرتی نتایج تھے۔ جو سکھ مذہب کی قائمی کے روز سے شروع ہو چکا تھا۔ جو فصل گورو گوبند سنگھ کے زمانہ میں پک گئی تھی اسے گورو نانک نے بویا تھا۔ اور اُس کے جانشینوں نے اس کی آبپاشی کی تھی۔ وہ تلوار جس سے خالصہ عروج کا راستہ تیار کیا گیا تھا۔ گورو گوبند سنگھ نے تیز کی تھی۔ لیکن اُس تلوار کے لئے فولاد گورو نانک نے مہیا کیا تھا۔ جس نے اسے ہندوؤں کے کان میں سے نکالا تھا۔ اور جہالا کی لاپرواہی اور توہمات اور مذہبی پیشواؤں کی ریاکاری اور آڈمبر کی خس وخاشاک سے اسے پاک کیا تھا۔

شہنشاہ جرمن نے ایک دفعہ فرمایا تھا کہ "تمام مذہبی تحریکیں درحقیقت پولیٹیکل ہوتی ہیں" یہ امر اس حد تک درست ہے کہ تمام مذہبی تحریکوں کے لئے زندگی مذہب سے حاصل کی جاتی ہے۔ یہاں تک کہ بدھ کے حلم اور رحم کے مذہب کا بھی یہ نتیجہ ہوا تھا کہ ایک شاندار متحدہ عالیشان سلطنت قایم ہوگئی۔ جو بھارت ورش کو سرکار

CC-O. Gurukul Kangri Collection, Haridwar. Digitized By Siddhanta eGangotri Gyaan Kosha

انگلشیہ کے اقتدار سے پہلے دیکھنی نصیب نہیں ہوئی ہے۔ غیر تربیت یافتہ اہل عرب میں جب رسول عربی کی تعلیم نے نئی روح پھونک دی تو وہ ساری مغربی دُنیا کے اُستاد بن گئے۔ اور علم فتح و نصرت کا پھریرا ایک طرف بنگال اور دوسری طرف ہسپانیہ میں لہرانے لگا۔ یوروپ کو موجودہ ترقی اور عروج کا زمانہ دیکھنا اسوقت سے نصیب ہوا جبکہ لوتھر نے اسے دل و دماغ کی آزادی عطا فرمائی۔ مذہب کی اصلاح کی اور ان زنجیروں کو یکقلم توڑ ڈالا جو اسے سخت پوپ کے ساتھ باہجوالاں رکھے ہوئے تھیں۔ یوروپ کی گری ہوئی حالت سے اُٹھا کر آزادی خود اختیاری اور آتم سمان کا گرویدہ بنا دیا۔ عیسائیوں کے پیورٹن فرقہ نے انگلستان میں حقیقی آزادی کو قائم کیا۔ پیورٹن فرقہ نے نئی دُنیا کو آباد کیا۔ اور اسی فرقہ نے امریکن آزادی کی جنگ میں فتوحات حاصل کیں۔ تمام پولیٹیکل ترقی کے لئے اعلیٰ خواہشات اور جدت پسند طبیعت کی ضرورت ہے۔ "کام کرنیکا ارادہ ہو اور کرنے کے لئے دلیری ہو" اور پرائیویٹ اور پبلک زندگی کی پورتا اور عظمت قائم ہو۔ کوئی تحریک جو ان اوصاف کو ترقی دینے میں معہ ہو۔ لوگوں کو پولیٹیکل جدوجہد کرنے کے قابل بنا دیتی ہے۔ اور پولیٹیکل عروج کے لئے راستہ صاف کر دیتی ہے۔ یہ اثر خواہ ساہتیہ سے پیدا ہو یا لوگوں کے خاص حالات سے بعض اوقات جب ایک قوم ظلم اور بے انصافی کا شکار ہو رہی ہے تو قدرتی طور پر تخالف تحریک نشوونما پاتی ہے۔ لیکن ان اوصاف کا عام منبع عام طور پر مذہب ہی ہے دُنیا میں کسی اور جگہ پولیٹیکل تحریکوں کا تعلق مذہب سے اس قدر نزدیک نہیں ہے جیسا کہ بھارت ورش میں۔ ۱۸۵۷ء کا غدر خصوصاً ہندو اور مسلمان سپاہیوں کے مذہبی احساس کی وجہ سے تھا جو ان میں چربی کے کارتوسوں نے پیدا کر دیا تھا۔ وہابی تحریک جو کسی وقت بھارت ورش کی ایک سخت سرحدی جنگ میں مبتلا کرنیوالی تھی۔ بظاہر ہی مذہبی تحریک تھی اور کافروں کے برخلاف جہاد کا اعلان تھی۔ کوکوں کے بلوے مذہبی جوش و خروش کی وجہ سے ہی تھے۔ جن کا نتیجہ بھائی رام سنگھ کی جلاوطنی اور بہت سے کوکوں کا توپ سے اُڑایا جانا تھا۔ بنگال کی موجودہ شورش بھی اس امر کی راستی کی ایک تازہ مثال ہے اس ناٹک کے ایکٹر بھی یہی اشخاص تھے۔ بم کا گولہ پھینکنے والے بھی ایک ہاتھ میں بھگوت گیتا رکھتے تھے۔ یہی نظارہ ہماری آنکھوں کے سامنے آتا ہے۔ اگر ہم زیادہ

CC-O. Gurukul Kangri Collection, Haridwar. Digitized By Siddhanta eGangotri Gyaan Kosha

دُور کے زمانہ کی طرف نظر دوڑائیں۔ اگرچہ سیواجی نے کوئی نیا فرقہ قائم نہیں کیا۔ لیکن اُسنے اپنے خیالات رام داس سے حاصل کئے تھے۔ جو مہاراشٹر کا گورو نانک تھا اور لوگوں کے مذہبی جوش کو مشتعل کرنے سے اُسے کامیابی حاصل ہوئی تھی۔ اور چونکہ اُسنے اپنے آپ کو ہندو دھرم کا حامی اور گئو برہمن کا رکشک ظاہر کیا تھا۔ اس لئے اُسے ایک سلطنت قائم کرنے میں کامیابی ہوئی۔ مرہٹہ دیش بھگیں سیواجی کی سمادھ واقعہ پرالی متصل ستارا پر ہزاروں جاتری جاتے ہیں۔ بھارت ورش کے عوام میں پولٹیکل احساس کی کمی ہے۔ اور شہری زندگی کی مراعات اور ذمہ داریاں انہیں معلوم نہیں ہیں۔ یہ لوگ "قدیم الایام سے مذہب کے ازحد دلدادہ رہے ہیں۔ اور اس لئے مذہب ہی انکی تمام کارگذاریوں اور کامیابیوں کی صورت میں خصوصاً محرک طاقت رہا ہے۔

معلوم ہوتا ہے کہ گورو نانک جی نے اپنے زمانہ کے ہندوؤں کی نبض کو خوب پہچان لیا تھا۔ کیونکہ انہوں نے محسوس کیا کہ مذہبی تر و تازگی ہی انکو آیندہ تباہی سے بچانے کا ایک ماتر ذریعہ ہے۔ اگر پولٹیکل خیالات کی طرف اُن کا رجحان طبع بھی ہوتا تو پھر بھی پولٹیکل کام کے دونوں طریقوں میں سے کوئی بھی طریق ہندوؤں کی حالت کو سُدھارنے میں کامیابی نہیں دلا سکتا تھا۔ باضابطہ تحریک میں ناکامیابی ہوئی۔ کیونکہ ہندوستان میں کوئی انضباط ہی نہ تھا۔ برسرحکومت طاقت کا مقابلہ کرنے کا تو خیال بھی دل میں نہ لایا جا سکتا تھا کیونکہ ہندو کسی بااثر مقابلہ کے لئے مطلق تیار ہی نہ تھے۔ درحقیقت پنجاب میں ہندوؤں کی حالت ناگفتہ بہ تھی۔ اس صوبہ پر سب سے پہلے فتح حاصل کرنی تھی۔ یہ دو طاقتور اسلامی دارالخلافہ جات دہلی اور کابل کے وسط میں تھا۔ مسلم حکومت یہاں مستحکم تھی۔ اسلام یہاں زور شور سے پھیل چکا تھا۔ اور پنجاب میں مسلمانوں کی تعداد بہت زیادہ ہو گئی تھی ہندوؤں کے مندر زمین کے برابر کئے جا چکے تھے۔ اور ہندوؤں کی پاٹھ شالاؤں اور مہادیالیوں کی جگہ سربفلک مسجدوں نے لے لی تھی۔ ہندو عظمت کا نام و نشان مٹ چکا تھا۔ انگ پال کی تباہی کے ۵۰۰ سال کے عرصہ میں گورو نانک کی پیدائش کے زمانہ تک پنجاب کی تاریخ میں ایک بھی ہندو نام نہیں ملتا تھا۔ جنہوں نے اسلام کو اختیار نہیں کیا۔ زندگی کی اُس شان و شوکت اور عظمت سے محروم کئے گئے۔ جو راحت اور آرام سے دن کاٹنے کے لئے ہر انسان کے لئے ضروری ہے۔

CC-O. Gurukul Kangri Collection, Haridwar Digitized By Siddhanta eGangotri Gyaan Kosha

ہندو مذہب اُن ایذادیوں سے نجات حاصل نہیں کر سکا۔ جو اسمیں بدھ اور جین مذہب کی وجہ سے شامل ہوگئیں۔ اسلام کے آنے سے پیشتر مورتی پوجا کا رواج ہو چکا تھا۔ جین مذہب سے اوتار کا مسئلہ اختیار کیا گیا۔ لیکن اسلام کے سیلاب نے ایسی تباہی اور بدنظمی ہندوؤں میں پھیلا دی کہ صلاح اور غور و خوض کے لئے موقعہ ہی نہ رہا۔ ہر قسم کی قربانی کر کے بھی اپنے آپ کو بچانے کا خیال ہی اب ہر ایک کے دل میں جاگزین تھا۔ ایسا معلوم ہوتا تھا۔ کہ یہ طوفان سب کچھ بہا لے جاویگا۔ اور ہندو زیادہ تر یہ بات قرین مصلحت سمجھتے تھے کہ چھلکے کو دور کرتے ہوئے سب کچھ کھو دینے کی بجائے چھلکے اور گیہوں دونوں کو ہی سنبھال کر رکھا جاوے۔ ہندو مذہب کے مورثی محافظ پروہت جو اعلےٰ عہدوں کے مورثی اختیار کنندگان کی طرح کا اہل الوجود اور بیجان تھے۔ تمام ہندوؤں کو متفق رکھنے اور متفقہ حرکت سے اس حملہ کی لہروں کو واپس کرنے کے قابل نہ تھے۔ چارلس اور پیٹر کی طرح کھلے میدان میں لڑنے کے ناقابل تھے اور اس لئے انہوں نے اپنے آپکو ذات کے مضبوط قلعہ میں مقید کر لیا۔ وہ جن کی رعایت منظور تھی اس قلعہ میں داخل کر لئے گئے۔ اور باقی تمام لوگوں کو اپنی لڑائی خود لڑنے کے لئے تن تنہا چھوڑ دیا گیا۔

اس قلعہ میں پروہتوں کی جماعت نے سرغنہ کا کام کیا۔ جو کوئی ان کے قواعد و ضوابط کو ملحوظ نہ رکھتا۔ یا تو اسے سخت سزا دیجاتی یا انہیں قلعہ کی چار دیواری سے ہی باہر کر دیا جاتا گورو نانک جی کی پیدائش کے وقت عوام کا مذہب کھانے پینے نہانے ماتھے پر لیپ کرنے وغیرہ چند خاص قسم کی رسوم سے تعلق رکھتا تھا۔ مورتی پوجا۔ گنگا سنان۔ تیرتھ یاترا۔ کریا کرم۔ برہمنوں کے احکام کی پابندی اور انہیں دان دینا بس ان ہی اور اس قسم کی باتوں میں سارا ہندو مذہب آجاتا تھا۔ کتب مقدس کو صرف پروہت ہی پڑھ سکتے تھے۔ ہندو فلسفہ کی اعلیٰ سچائیاں اور شانتی دایک خیالات صرف انکے لئے ہی مخصوص تھے۔ بعض کو ان میں سے مقدس کتب ازبر یاد تھیں۔ لیکن عملی طور پر ان کو بالکل مخالف برتاؤ کرنا پڑتا تھا۔ اور مقدس کتب کی ہدایت کے خلاف کرتے تھے۔ ان کا کام یہ تھا۔ کہ وہ نیک گڈریئے کی طرح بھیڑوں کی حفاظت کرتے ان کا گڈریا پن ریوڑوں کی پشم کاٹ لینے پر ہی ختم ہو جاتا تھا۔ اور روحانی ضروریات

CC-O. Gurukul Kangri Collection, Haridwar. Digitized By Siddhanta eGangotri Gyaan Kosha

کی تو یہ حالت تھی اور بھوکھی بھیڑیں کھانے کے لئے مانگتی تھیں اور انہیں کچھ بھی نہ ملتا تھا۔ نیچے مذہب کے چشموں پر لاعینی رسم و رواج کمینہ توہمات۔ پروہتوں کی خودغرضی اور لوگوں کی لاپرواہی کی کائی جم گئی تھی۔ آڈمبر نے ہندو مذہب کی اصلیت اور روحانیت کی جگہ لی ہوئی تھی۔ اور ذرفوں کے نمائشی ساز و سامان کے نیچے بتمام باتیں مدفون تھیں۔ صدیوں کے حملوں۔ غیروں کے مظالم نے از حد لاچار کر دیا تھا۔ اور روحانی سرد مہری نے اخلاقی جرات کی کمی کو انتہائی درجہ تک پہنچا دیا تھا۔

پنجاب کے ہندوؤں کی یہ حالت تھی جبکہ گورو نانک نے جنم لیا۔ بچپن میں ہی اُسے دیش میں چاروں طرف پھیلی ہوئی ریاکاری اور مکاری کو دیکھ کر رنج اور غصہ پیدا ہوتا تھا اس نے فوراً اپنی قوم کی خدمت کے لئے اپنے جیون کو وقف کرنے کا ارادہ کر لیا اور وعظ اور مثال سے سادگی اور بیخبدگی کے دھرم پر لوگوں کو واپس لانیکا خیال کیا۔ تاکہ پتھروں کی پوجا سے انہیں رستگاری ملے۔ اور وہ اپنے پراچین بزرگوں کی طرح پرماتما کی پوجا کرنے لگیں اور از سر نو زبردست قوم بنکر اپنے پاؤں پر کھڑا ہونے کے قابل بنیں۔

گورو نانک سے پیشتر چند ہندو مصلحان قوم ہندوؤں کے عقیدہ اور طریقہ عبادت میں اصلاح کرنے کی کوشش کر چکے تھے لیکن انہیں بوجوہات ذیل عوام کے دلوں پر اثر کرنے میں ناکامیابی ہوئی۔

(۱) اول تو اصلاح کی جملہ تحریکیں گورو نانک سے پیشتر بہت زیادہ فرقہ بندی سے تعلق رکھتی تھیں۔ اور بہت سی صورتوں میں ان تحریکوں کا نتیجہ بدنظمی میں زیادہ ابتری پیدا کرنا ہوا۔ مثلاً رامانند جس نے بنارس میں ہندو دھرم کے پرچار میں بڑی مدد دی اوتار کے مسئلہ کو نہ چھوڑ سکا۔ اور گورو نانک کی طرح ایک اجنما اور امر ایشور کی پوجا کا پرچار کرنے کی بجائے رام کی پرستش کا پرچار کیا اور اس طرح ہندو فرقوں میں ایک اور تازہ فرقہ کی ایزادی ہوگئی۔ رامانند کے پیروان بیرونی رسم و رواج سے بھی آزادی نہ حاصل کر سکے۔ انہیں خاص قسم کی پوشاک کنٹھی رکھنی پڑتی تھی اور جملہ دیگر فرقوں کی طرح علیحدہ بھوجن کھانا پڑتا تھا۔

لوگ کا پار کر کے گورکھ ناتھ نے بیرونی رسم رواج کی تہ میں جانے کی کوشش کی لیکن فرقہ بندی کے تنگ کرنے والے اثرات سے وہ بھی نہ بچ سکا۔ اُسکی تعلیم

CC-0. Gurukul Kangri Collection, Haridwar. Digitized By Siddhanta eGangotri Gyaan Kosha

ہی ایسی تھی کہ عوام میں نہیں پھیل سکتی تھی۔ برعکس ازیں چونکہ یوگیوں کی بڑی عزت کیجاتی تھی۔ اور گورکھ ناتھ نے اپنے فرقہ کے یوگیوں کے لئے خاص نشانات مقرر کئے تھے اس لئے لوگوں کو عوام کو دھوکا دینے کا موقعہ مل گیا تھا۔ سینکڑوں بھگوین بھیش کانوں میں شیشے کے کنڈل ڈالے ہوئے اور بغل میں لمبے نرسنگھے دابے ہوئے اور ہاتھ میں چمٹا لئے سڑکوں اور جاترا کے میلوں میں پھرتے تھے۔ گورو نانک سے پیشتر کی دیگر تحریکوں کے متعلق بھی یہی کہا جا سکتا ہے۔ وہ کم و بیش تمام کے تمام فرقہ بندی اور ذات پات کے پابند تنگدل اور متعصب تھے۔

(ب) دوسری وجہ اس امر کی کہ کیوں ان تحریکوں سے کافی طور پر قومی ترقی نہیں ہوئی ہے کہ یہ تمام تحریکیں اس دنیا کے کاروبار سے تعلق نہ رکھتی تھیں بجز آچاریہ کے سوائے تمام دیگر رہبروں نے تیاگ کو ہی سب سے بڑا دھرم سمجھا رامانند کے بیراگی جیسا کہ اُن کا نام ہی ظاہر کرتا ہے۔ تیاگ کی مورتی خیال کئے جاتے تھے۔ گورکھ ناتھ کے یوگیوں کو عمر بھر برہمچاری رہنے کی ہدایت تھی۔ کبیر خود شادی شدہ تھا۔ مگر دنیا اور دنیاوی جاہ و ثمت سے نفرت کے لئے سب سے بڑھا ہوا تھا۔ ایک دفعہ کبیر نے کہا۔ کہ "کبیر کی قسمت خراب ہے کہ اس کے گھر میں کمال جیسا لڑکا ہوا ہے۔ جو پرمیشور کے نام کی بجائے گھر میں روپیہ لاتا ہے" دیگر لوگوں کے برخلاف کبیر فرقہ بندیوں سے بری تھا۔ مگر اس کی تعلیم سے اس دنیا کی نفرت ٹپکتی تھی۔ چونکہ وہ ایک رذیل قوم سے تعلق رکھتا تھا اور توہمات اور ذات پات کی تنگدلی کے گڑھ شہر بنارس میں پیدا ہوا تھا۔ اس لئے اُسے نمایاں کامیابی نہیں ہوئی۔ رامانند۔ گورکھ۔ کبیر اور چیتنیہ دنیا کی زندگی کی بے ثباتی کے قائل تھے۔ "وہ مذہبی پیشواؤں کی غلامی یا مورتی پوجا اور ہر ایک چیز کو پرمیشور ماننے کے خیال سے آزاد ہونا چاہتے تھے۔ انہوں نے خاص برہمنوں کے خلاف آواز پیدا کی نہ کہ کسی قوم کی بنیاد ڈالی۔ اور ان فرقوں کی آج تک وہی حالت چلی آتی ہے۔" یہ صرف گورو نانک کے لئے ہی مخصوص تھا۔ کہ وہ اصلاح کے سچے اصولوں کا پتہ لگائے۔ اور ان حالات کی بنیاد رکھے۔ جس کے سہارے بعد ازیں گورو گوبند سنگھ نے ایک نئی قوم پیدا کی

CC-O. Gurukul Kangri Collection, Haridwar. Digitized By Siddhanta eGangotri Gyaan Kosha

"اور اس مسئلہ کو عملی جامہ پہنایا کہ رذیل سے رذیل مقابلہ میں اعلےٰ ترین کے پولٹیکل حقوق اور مذہبی امیدوں میں برابر ہوتا ہے۔

وہ صفات جو گورو نانک میں ایک پست اخلاق سے گری ہوئی توہمات اور مذہبی پیشواؤں کی راندہ قوم کو جگانے کے زبردست کام کرنے کے لئے تھیں ایسی نہ تھیں جن کے حاصل کرنے کی زمانہ حال کے مصلح کو ضرورت ہو۔ گورو نانک مکتب میں حصول تعلیم کے لئے گئے۔ مگر در اصل انہوں نے تعلیم کچھ بھی حاصل نہ کی۔ کننگھم فرماتے ہیں کہ "اس امر کے باور کرنے کے لئے وجہ ہے کہ اوائل عمر میں انہوں نے ہندو مسلمانوں کے مختلف فرقوں کے عقائد کا پتہ لگایا۔ اور قرآن اور ہندو شاستروں کی عام واقفیت حاصل کی۔ لیکن گورو نانک کی قابلیت اپنی قوم کو نجات دلانے کے لئے اس شدبد کی وجہ سے نہ تھی۔ جو انہوں نے مسجد یا پاٹھ شالا میں حاصل کی تھی۔ بلکہ پیدائش سے ہی وہ بڑے آدمی تھے۔ اور حضرت محمد کی طرح قریباً ان پڑھ ہوتے ہوئے بھی قدرت نے انہیں ایک خاص قسم کی اعلےٰ عقل اور زبردست فہم و ادراک عطا کئے تھے۔ انہوں نے کوئی نئی تعلیم نہیں دی۔ لیکن جو کچھ انہوں نے کہا۔ اس پر نئے پن کی مہر لگی ہوئی تھی۔ اور ایک زبردست مہان آتمائی دانائی کو ظاہر کرتا تھا۔ انہوں نے طویل مضامین یا فلسفیانہ شرحیں اپنی تلقینوں کو ثابت کرنے یا مخالفین کو رد کرنے کے لئے تحریر نہیں کیں۔ اور نہ وہ یا تو قرآن اور حدیث سے کوئی حوالہ نہیں دیا۔ جب کبھی انہوں نے کسی امر کے متعلق بحث کی تو مخالفین کے مسلمہ اور دینیات پر ہمیشہ انکی عملی دانائی اور زبردست فہم و ادراک غالب آجاتے تھے۔ نواب سلطانپور مکہ کے قاضی ہردوار کے پنڈے۔ کورو کشیتر کے پنڈے غرضیکہ ہر ایک جگہ ہر ایک شخص انکی ہمت مردانہ اور واقعات کی بنا پر بے نظیر منطق کی داد دیتے رہے۔

قدرتاً انکی طبیعت غور و خوض کرنیوالی تھی۔ اس لئے انکی عقل و دانش ہمیشہ سفر کرنے اور اپنی قوم اور اہل اسلام کے مہاتماؤں اور علماء کے ساتھ ملنے جلنے اور بحث مباحثہ کرنے سے بڑھتی رہی۔

CC-O. Gurukul Kangri Collection, Haridwar. Digitized By Siddhanta eGangotri Gyaan Kosha

گورو نانک کے کام کے متعلق خاص باتیں مندرجہ ذیل الفاظ میں ظاہر کیجا سکتی ہیں

(ا) وہ زمانہ حال کا پہلا ہندو مصلح تھا جس نے ہندو دل و دماغ کو دیو مالا کی پابندیوں سے نجات دلانے کی کوشش کی۔ اُس نے ہندوؤں کو عرصہ دراز کی غلطیوں کے بعد تعلیم دی کہ ایشور جنم مرن سے رہت ہے۔ وہ وشنو۔ برہما اور شیو سے برتر ہے۔ اور رام اور کرشن کا پیدا کرنیوالا ہے۔

(ب) اسنے پوجا کے طریقہ کو پاکیزہ بنایا۔ اور اعلان دیا کہ صرف ایک ایشور کی پوجا کرنی چاہیئے۔ اسکی مورتیاں بنانے اور اسکی بجائے مورتیوں کی پوجا کرنے سے اسکی ہتک نہیں کرنی چاہیئے۔ اسکی پوجا آتما سے کیجانی چاہیئے۔ اس کے نام کا جاپ کرنا چاہیئے۔ اور اسکی موجودگی کو ہر جگہ اور ہر وقت محسوس کرنا چاہیئے۔

(ج) انہوں نے اعلان دیا کہ سچائی تمام قربانیوں سے بڑھکر ہے اور ایشور کا پریم تمام مذہبی رسم و رواج سے بالاتر ہے۔

(د) نجات کا طریقہ ایشور بھگتی اور نیک کرم ہیں۔ براہمنوں کو بھوجن گئو دان وید یا قرآن کا پاٹھ صرف سندھیا یا نماز کا پاٹھ ماتر نجات کے ذرائع نہیں ہیں۔

(ہ) انہوں نے بزور کہا کہ براہمن اور ملا جو بطور پیشہ اپنے اپنے مذاہب کے حامی ہیں سچائی کے سچے رہبر نہیں ہیں۔ وہ اندھوں کی رہبری کرنیوالے اندھوں کی طرح ہیں۔ اور نجات کا طریقہ اور اپنے آپ کو بالکل ایشور ارپن کر دینا صرف سچے گورو کے وسیلہ سے سیکھا جا سکتا ہے۔ جو خود اس راستہ پر چل چکا ہے۔

(و) انہوں نے ہندو مسلمانوں کے مذہبی پیشواؤں پر سخت چوٹ کی اور کہا کہ ایشور کی نظر میں سب یکساں ہیں۔ جو سب کا پتا ہے۔ انسان آپس میں بھائی ہیں اور بھائیوں کی طرح انہیں برتنا چاہیئے۔ انصاف اور محبت سے اُن کے فعل مملو ہونے چاہئیں۔

(ز) صدیوں کی غلامی کے بعد گورو نانک ہندوؤں میں سے پہلے شخص تھے جنہوں نے ظلم و ستم کے خلاف آواز بلند کی۔

(ک) ایک طرف تو گورو نانک نے خود غرضی لالچ اور دنیاوی لہو و لعب کی مذمت کی۔ اور دوسری طرف اُن لوگوں کے طرز عمل کو بُرا بھلا کہا۔ جو جیون کی لڑائی کو نہ نباہ چاہتے تھے۔ اور اس لئے روحانی ترقی کے بہانہ سے دنیا سے بھاگ کر

CC-O. Gurukul Kangri Collection, Haridwar. Digitized By Siddhanta eGangotri Gyaan Kosha

گوشہ نشینی اختیار کر لی تھی۔ انکی سب سے زبردست چوٹیں ان لوگوں کے خلاف ہیں۔ جو بھگوئیں پوش بنکر زندگی کی ذمہ داریوں سے چھٹکارا حاصل کرتے ہیں اور جگہ بہ جگہ بلا کسی اُدیش کے پھرتے ہوئے تیاگ میں پناہ ڈھونڈتے ہیں۔ انہوں نے خود شادی کی اور بال بچے بھی ہوئے۔ اپنی زندگی کے بڑے بھاری حصہ میں وہ بطور کار وباری شخص کے زندگی بسر کرتے رہے۔ لیکن پھر بھی دُنیا کے نہ بنے۔ جیسا کہ گیتا کی تعلیم ہے۔ کہ "جو راگ کے بنا اپنے فرائض ادا کرتا ہے۔ اپنے کرموں کو ایشور ارپن کرتا ہے۔ بلاشبہ پاپ اُسے نہیں چھوتا۔ جیسا کہ کنول پتر پانی میں رہتا ہے۔ مگر اُسپر پانی کا اثر نہیں ہوتا۔"

گورو نانک کی تمام تلقین میں دیگر تحریکوں کی نسبت دو خاص باتیں ہیں۔ اوّل یہ فرقہ بندی سے تعلق نہ رکھتی تھی۔ اور دوسرے دُنیاوی زندگی کے ساتھ رضامندانہ تھا۔ (۱) اسنے پنجاب میں تمام ہندو خیال کو اعلےٰ بنا دیا۔ اور تمام لوگوں کی اخلاقی اور روحانی حالت کو بہتر بنا دیا۔ سالہا سال کے تفرقہ اور نفاق کے بعد یہاں اب پہلی دفعہ ایک ہیرو کا ظہور ہوا۔ جسے ہر ایک ہندو اپنا کہہ سکتا تھا۔ اور جس کے متعلق ہر ایک ہندو فخر کر سکتا تھا۔ گورو نانک کا ظہور عام قومیت کے احساس کو پیدا کرنے میں ایک بڑا ترقی کا زینہ تھا۔ چونکہ ہندو حکمرانوں کا زوال ہو چکا تھا۔ گورو نانک پہلا ہندو ہیرو تھا۔ جسکی تابعداری ہر ایک پارٹی کر سکتی تھی کیونکہ انہوں نے اپنے آپ کو کسی پارٹی کا طرفدار ثابت نہیں کیا۔ انہوں نے تمام پارٹیوں پر حملہ کیا۔ انکے دیرینہ خیالات کے پرزہ پرزہ کر ڈالے اور اس طرح وہ ہر دلعزیز ہیرو بن گئے کیونکہ یہ جلدی ہی معلوم ہو گیا کہ انہوں نے صرف وہی چیز تباہ کی تھی جو اصلی نہیں تھی بلکہ مذہب میں صرف ایزادی اور آلائش کی حیثیت سے تھی (۲) دوسرا اثر جو گورو نانک کی تلقین نے پیدا کیا وہ ہندوؤں پر یہ ظاہر کرنا تھا کہ اعلےٰ ترین دُنیاوی خواہش پوتر اور دینداری کی زندگی کے متضاد نہیں ہے۔ بدھ اور جین مت اور زمانہ مابعد کا ہندو مذہب تیاگ کو سب سے بڑی نیکی بتلاتے ہیں اور دُنیاوی طاقت اور عروج کو قابل نفرت خیال کرتے رہے ہیں اور بعض صورتوں میں صرف اسکو لابدی خرابی ہونے کی وجہ سے نظر انداز کیا گیا ہے۔ گورو نانک نے یہ سب کچھ تبدیل کر دیا۔ انہوں نے اپنی منظوری کی مُہر تمام دُنیاوی کاروبار پر لگا دی بشرطیکہ دُنیاوی اشیاء کا حصول دھرم اور سچائی کو پاؤں تلے روند کر نہ ہو۔

(ترجمہ از انگریزی)

(جاری ہوا)

بظاہر یہی بیج تھا۔ جو گورو نانک کے جانشینوں کے پاک ہاتھوں میں نشوونما پاتا ہوا عالیشان مقصد

CC-0. Gurukul Kangri Collection, Haridwar. Digitized By Siddhanta eGangotri Gyaan Kosha

لالہ جوگدھیان مرحوم کی زندگی کے مختصر حالات

از

لالہ شادی رام جی آریہ پانی پتی

---

(۱) پانی پت قدیم تواریخی شہر ہے۔ پانڈوؤں کی طلبیدہ پانچ پتنوں میں سے ایک پت بنام پنیہ پتن جو بگڑ کر اب پانی پت ہو گیا ہے۔ لالہ جوگدھیان جی کی جائے پیدائش ہے۔ پانی پت میں مشہور اہل قلم وقتاً فوقتاً پیدا ہوتے رہے ہیں۔ اور اب مولوی الطاف حسین صاحب حالی۔ جنکو شمس العلماء کا خطاب گورنمنٹ سے ملا ہے۔ اور لالہ جوگدھیان جی آریہ پانی پتی کے پیدا ہونے کا سوبھاگیہ پانی پت کو پراپت ہوا۔

(۲) آپکے بزرگ عرصہ قریب دو سو سال کا گذرا موضع بہاسی تحصیل پانی پت سے آکر پانی پت میں آباد ہوئے۔

(۳) آپکے والد بزرگوار فخر قوم۔ ہر دلعزیز۔ تہذیب و اخلاق کے پتلے تھے اور ہمیشہ گورنمنٹ کی خدمات اعلیٰ پیمانہ پر ادا کرتے رہے۔ چنانچہ گورنمنٹ نے انکی حسن خدمات کے صلے میں رائے بہادری کا معزز خطاب عطا فرمایا۔ آپ میونسپل کمیٹی پانی پت کے ممبر تادم زیست رہے۔ اور بہت دنوں تک وائس پریزیڈنٹ بھی رہے۔ حالانکہ اہل اسلام کا اس شہر میں بہت زور و میونسپل کمیٹی میں مجوزی ہے۔

(۴) مارچ ۱۸۷۶ء میں لالہ جوگدھیان جی پیدا ہوئے۔ اور ۱۸۸۲ء میں مدرسہ شاخ افغانان پانی پت برائے حصول تعلیم داخل کئے گئے۔ اپنی ذہانت کی وجہ سے اول سے ہی ممیز رہے۔

(۵) آپکے پتا رائے بہادر لالہ تاراچند جی ہندو دھرم کی رکشا میں تن من دھن سے سہائتا کرنا اپنا فرض سمجھتے تھے۔ اردو فارسی بخوبی جانتے تھے۔ اور تحقیقات کا شوق تھا۔ رائے صاحب منوسمرتی اور منشی اندرمن کی کتابوں کا اکثر مطالعہ کیا کرتے تھے۔ اور

CC-O. Gurukul Kangri Collection, Haridwar. Digitized By Siddhanta eGangotri Gyaan Kosha

نیز سبھا ن نصبہ پانی پت سے بھی اکثر سوال جواب کیا کرتے تھے۔ جس کا اثر یہ ہوا کہ ایام طفولیت میں ہی لالہ جوگدھیان جی کے دل میں دھرم کا انکر جم گیا۔ مگر وہ پورا نکھ دھرم تھا

۱۸۸۴ء میں امتحان مڈل ورنیکلر مدرسہ پانی پت سے پاس کر لیا۔ ۱۸۸۶ء میں انگریزی مڈل مدرسہ کرنال سے پاس کیا۔ ۱۸۸۸ء میں انٹرنس پاس ڈی۔ اے۔ وی ہائی سکول لاہور سے کیا۔ آپ لدھیانہ بھی تشریف لے گئے تھے۔ اور وہاں ہائی سکول میں داخل ہوئے تھے۔ لدھیانہ میں آپ نے ویدک دھرم کی شرن لی اور پورانک دھرم کی جگہ ویدک دھرم نے لے لی۔ اور بہت ویدک بت کا بڑھتا گیا۔

آپ ہی دراصل آریہ سماج پانی پت کے بانی ہوتے ہیں۔ اگرچہ آریہ سماج تو ۱۸۷۵ء میں قائم ہو گیا تھا مگر قلیل ہی عرصہ میں عہدہ داران کی کم حوصلگی کی وجہ سے مرجھا گیا۔ پھر ۱۹۰۰ء میں دوبارہ قائم ہوا۔ مگر وہ ہی بجائے دریا کے سراب ثابت ہوا۔ لالہ جوگدھیان جی نے مارچ ۱۸۸۹ء میں آریہ سماج پانی پت میں اپنی کوشش سے قائم کرائی۔ اس کو دوبارہ کہو چاہے سہ بارہ آریہ سماج کا پنر جنم ہوا۔ جنم کیا ہوا۔ ہندو۔ جینی۔ عیسائی مسلمان تک نے اسکو خوش آمدید کہنا تو درکنار اسکی بربادی کی دھن میں اس طرح ہاتھ دھو کر اس بالک کے پیچھے پڑ گئے کہ اس کے محافظوں۔ رکشکوں کے لئے سخت مصیبت کا سامنا آپڑا۔ چنانچہ تھوڑے ہی عرصہ میں پے در پے یکے بعد دیگرے تمام مذاہب نے مباحثوں کی چھیڑ چھاڑ شروع کر دی۔ مگر لالہ جوگدھیان جی کو کامل یقین تھا کہ آریہ سماج کے سدھانتوں کو سمجھنے والا اور رشی شری سوامی دیانند جی کی کتابوں کو ذرا غور سے پڑھنے والا خواہ عمر میں کم ہی ہو۔ وہ دیگر مذاہب کے فاضلوں سے ایک آن نہیں دب سکتا۔ اور اسی وشواس پر کہ بزرگی بعقل است نہ بسال۔ پر عملدرآمد کرتے ہوئے لالہ جوگدھیان جی نے ہندوؤں کے فاضل و مشہور ویدانتی شری پنڈت جمبادت جی سے زبانی مباحثہ کیا۔ اور جینیوں کے مشہور عالم پنڈت مہرچند جی سونی پتی جسکو پانی پت کے جینی صاحبان نے خاص طور پر آریہ سماج پانی پت کو نیست و نابود کرنے کے لئے بلایا تھا۔ اور عیسائیوں نے مشہور ڈوان پادری جیکٹ اعلیٰ مشنری دہلی پریسبیٹیرین سوسائیٹی اور مسلمانوں کے مولوی غلام الحسنین صاحب مقابلے پر تن تنہا۔ باہر سے کسی بھی فاضل آریہ کی مدد نہ لیکر پرماتما کی کرپا اور

CC-O. Gurukul Kangri Collection, Haridwar. Digitized By Siddhanta eGangotri Gyaan Kosha

مہرشی کے بل سے کامیاب ہوئے۔ چنانچہ ۱۴ ستمبر سنہ ۱۹۱۲ء کو پنڈت مہرچند جی جینی سونی پتی سے تحریری شاستراتھ بر مکان لالہ بنواری لال صاحب جینی رئیس و ممبر میونسپل کمیٹی پانی پت ہوا جسکا مضمون (سرشٹی کرتا کون ہے) تھا اور پنڈت مہرچند صاحب نے سوال کا جواب نہ بن پڑنے پر یہ کہہ کر کھانے کا وقت ہوگیا ہے۔ اب مباحثہ ختم ہونا چاہئے۔ جواب سونی پت سے بھیجا جاوگا ایک گونہ مباحثہ کو ختم کرنا چاہا۔ مگر لالہ جوگدھیان جی نے سونی پت خط پر خط بھیجنے شروع کئے اور اس سلسلہ کا نتیجہ یہ ہوا کہ دو چار دفعہ سوال و جواب ہونے کے بعد پنڈت مہرچند نے چپ سادھ لی۔ بار بار کے تقاضے پر اور خاصکر لالہ بنواری لال صاحب جینی کی چٹھی بھجوانے پر بھی جواب نہ آیا۔ اور پنڈت جوگدھیان کو فتح کامل نصیب ہوئی۔ جولائے سنہ ۱۹۱۲ء مولوی غلام الحسنین کانپی پتی سے تحریری شاستراتھ مکتی دشہ میں ہوا۔ اور پانچ سات دفعہ کے سوال و جواب کے بعد مولوی صاحب نے بھی مون سادھ لی۔ اور سلسلہ سوال و جواب منقطع کردیا اس طرح پر لالہ جوگدھیان جی نے اسلامی جوش کو بھی ٹھنڈا کیا۔ اور چھوٹے بڑے مباحثے جو پورانک دھرم اولمبیوں اور دیگر اقوام کے لوگوں سے وقتاً فوقتاً ہوتے رہے۔ خود ہی انجام دیتے رہے۔ اور پرماتما کی کرپا سے سب میں کامیاب ہوتے رہے۔ جوالاپرشاد مراد آبادی و سادھو ہنس سروپ جگت پرشاد۔ پورانک متفرق اوقات میں پانی پت آئے۔ لالہ جوگدھیان جی بمقابلہ جوالاپرشاد بھرہی لالہ کاشی رام جی وید (جو اتفاق سے اسروز پانی پت آئے ہوئے تھے) و بھرہی پنڈت شمبھودت جی تشریف لے گئے۔ اور بمقابلہ سادھو ہنس سروپ بھرہی نیرمان پنڈت گنپتی شرماجی گئے۔ جنکو کرنال سے بلایا تھا۔ اور ہنس سروپ کانی کانی نیکانی اٹھانی کہہ کر رہ گئے۔ اور آگے کچھ نہ بول سکے۔ جگت پرشاد نے مقابلہ کا تو موقعہ ہی نہ دیا۔ بازار میں لالہ جوگدھیان کے مشورہ سے پنڈت دھرم دیو کے لکچر ہوتے رہے وغیرہ وغیرہ۔ چنانچہ اس کے بعد پھر کسی آریہ سماج کے مقابلہ پر آنیکا حوصلہ تک نہ ہوا۔ لالہ جوگدھیان نے نائب تحصیلداری کی امیدواری کی درخواست دی۔ آپکا نام بزمرہ امیدواران نائب تحصیلداری درج ہوگیا۔ چند کارنوں سے آپ امتحان میں

CC-O. Gurukul Kangri Collection, Haridwar. Digitized By Siddhanta eGangotri Gyaan Kosha

شامل نہ ہو سکے۔

آپ اول نائب شرف عدالت کرنال مقرر ہوئے۔ اور پھر کیتھل میں تبدیل ہو گئے بعد ازاں اہلمد جناب صاحبڈپٹی کمشنر بہادر کرنال مقرر ہوئے۔ پھر محرر جوڈیشل عدالت سونی پت مقرر ہوئے۔ پھر اہلمد عدالت منصفی کرنال ہوئے۔ اور آخر کار رسول ناظر کے عہدہ پر ممتاز ہوئے۔ ہمیشہ آپنے کار سرکار کو دیانتداری و نیک نیتی و تندہی و جانفشانی و خوش اسلوبی سے سرانجام دیا۔ کہ حکام بالادست ہمیشہ آپ کے کام سے مطمئن و خوش و خورم رہے۔ اور اس عرصہ سرکاری کام کرتے ہوئے بھی آپنے تحریر کا کام کر کے آریہ سماج کی لٹریچر میں ایک گونہ ترقی کی۔ اور ایسی خوبی سے جوابات دئے۔ کہ خلاف تہذیب لفظ تک کو پاس نہ آنے دیا۔ اور ایسی لاجواب تحریر شائع کی جس کا جواب آج تک مخالف نہ دے سکے۔

مضمون

آریہ مسافر	جون سنہ ۱۹۰۲ء	تصدیق صداقت دھرم آریہ
	مارچ سنہ ۱۹۰۳ء	بھاگتے چور کی لنگوٹی
	مئی سنہ ۱۹۰۳ء	تصدیق فیضان دس اصول
	جولائی سنہ ۱۹۰۳ء	تردید مناظرہ فتح اسلام
	اگست سنہ ۱۹۰۳ء	دی جج بجواب المنصف
	نومبر سنہ ۱۹۰۵ء	فلسفہ بنوگ
	فروری سنہ ۱۹۰۶ء	مضمون دھرم دیر پنڈت لیکھرام
	اکتوبر سنہ ۱۹۰۶ء	آریہ سماج کے دھرم گرنتھوں میں عالمگیر محبت
	جولائی سنہ ۱۹۰۷ء	دودھ کا دودھ پانی کا پانی
	اگست سنہ ۱۹۰۷ء	آریہ سماج مختصر تاریخ و شورش سنہ ۱۹۰۷ء
	اکتوبر سنہ ۱۹۰۷ء	سے یوگ سٹر ھیوں کی تفسیر یم۔ نیم وغیرہ کی تشریح کا سلسلہ
	جون سنہ ۱۹۰۸ء	کپتان ڈاکو
	مارچ سنہ ۱۹۱۰ء	مضمون سید اشرف عالم

CC-O. Gurukul Kangri Collection, Haridwar. Digitized By Siddhanta eGangotri Gyaan Kosha

یجروید کا ترجمہ اردو۔ جس کے ایک دو نمبر لالہ وزیر چند جی نے شائع کئے تھے اور باقی ترجمہ پانچ ادھیائے تک کا دفتر آریہ مسافر میں موجود تھا۔ اب نہ معلوم کہاں ہے۔ ولیر وہارمک چور وغیرہ چند ٹریکٹ شائع کئے۔ اور خیری کرنال میں بھی ضامن بھیجتے رہے۔ خاصکر سوریہ سدھانت کا ترجمہ قابل قدر مضمون ہے۔

اور آپ رسالہ کی اڈیٹری کے لئے چنے گئے۔ مگر استعفےٰ منظور نہ ہونے کی وجہ سے اس پدوی کو گرہن نہ کر سکے۔ ورنہ آریہ مسافر کی اڈیٹری میں ہی پرلوک گمن ہوتے۔ آپ نے دیگر آریہ بھدر پرشوں کی تصنیفات میں اصلاح بھی کی۔ مثلاً نسیم دعوت وغیرہ۔ اور صدہا مضامین مختلف اوقات تحریر کئے۔ اور کرائے۔ اور خاصکر اب دھرم پال یا بالفاظ دیگر دھرم گال کی سرکاری کو طشت از بام کرنیکا مصمم ارادہ کر لیا تھا۔ اور سلسلہ مضامین شروع بھی کر دیا تھا۔ جو آریہ مسافر میں ہی تحریرات شائع کر دیگئیں۔ افسوس کہ انکی یہ وقت موت نے دھرم پال کا قلع قمع قرار واقعی نہ ہونے دیا۔

آپ سبھا کرنال کی قائمی ان کے دماغ کی اختراع ہے سب سے اول آپ نے ہی یہ وچار کہ اگر شدھی آریہ پرتی ندھی سبھا پنجاب کے ماتحت آپ سبھائیں قائم کی جاویں تو پرچار میں سہولیت اور خرچ کم اور آمد زیادہ ہو سکتی ہے۔ اور ایسا کر کے دکھا دیا۔ ضلع کرنال میں تمام اضلاع پنجاب سے زیادہ پرچار ہے۔

آریہ سماج کا پریم آپکے دل میں اس قدر تھا۔ کہ سوتے جاگتے۔ اٹھتے بیٹھتے ہر وقت آریہ سماج کی لگن تھی۔ اور خواب میں بھی اگر کبھی کوئی بڑبڑاہٹ ہوئی۔ تو وہ آریہ سماج کے متعلق ہی تھی۔ اور آخری دم جب ہذیان شروع ہوا۔ تو بھی آریہ سماج کے سوائے اور کوئی بات نہ تھی۔ حالانکہ معصوم بچے اور جوان بیوہ آنکھوں کے سامنے موجود تھی۔ مگر بار بار یہی کہتے رہے۔ کہ قلم دوات لیکر آجاؤ۔ دماغ میں جو بھرا ہوا ہے لکھوا دوں۔ کام آویگا۔

ایک مرتبہ آپکی لڑکی کو سیتلا زور کی نکلی ہوئی تھی۔ سخت بیمار تھی۔ بحالت بیماری اسکو چھوڑ کر۔ گاؤں میں پرچار ارتھ تشریف لے گئے۔ اور جس محنت و جانفشانی سے آپنے آریہ سماج کی ہیوا کی ہے۔ اسکی نظیر بہت کم ملتی ہے ✣

CC-O. Gurukul Kangri Collection, Haridwar. Digitized By Siddhanta eGangotri Gyaan Kosha

زمانہ حال کا نشن کلنک اوتار

(از آنند)

ایک نوجوان بسیار خوری کی عادت کی وجہ سے بخار جیسے مرض میں مبتلا ہو کر ناتوان ہو گیا۔ اُس کے پاس ایک حکیم پہونچا جس نے اُسے عرق لیموں پلایا۔ اس سے بخار رفع ہو گیا۔ بیمار بھلا چنگا ہو گیا۔ شہر بھر میں اُس حکیم حاذق کی شہرت ہو گئی۔

چند ایام کے بعد مریض کو معلوم ہوا کہ لیموں کی کھٹائی نے اُس کے بدن کی طاقت سلب کر دی ہے۔ آخر کار کسی اور حکیم کی تلاش میں سرگرداں پھرنا پڑا۔ ایک نئے حکیم کی دردولت پر جا پہونچے اُسنے افیون تجویز کی اور دودھ اور گھی کا انوپان بتلایا۔ مدت دراز تک بیمار تندرست رہا۔ اور افیون کی مہانتا کے سامنے سب نے سر تسلیم خم کیا۔

رفتہ رفتہ دودھ اور گھی کا قحط پڑ گیا۔ افیون کی جان کے لالے پڑ گئے۔ افیون چھٹ بھی نہ سکتی تھی۔ بیمار کے لئے سخت مشکلات کا سامنا تھا۔ اب بیچارہ کرے تو کیا کرے خشکی بڑھ گئی۔ بصارت چشم جاتی رہی۔ طاقت نے جواب دیدیا۔ ایک لائق ڈاکٹر صاحب تشریف لائے۔ افیون چھڑا کر شراب اور گوشت کا نسخہ تجویز کر گئے۔ بیمار عارضی طور پر توانا تو نظر آنے لگا۔ مگر اس نئی غذا کو ہضم کرنے کی طاقت نہ رکھتا تھا بیماری دن بدن زور پکڑتی گئی۔ ناطاقتی نے نڈھال کر دیا۔ بخار اور کھانسی نے اُس کے جسم کو کھوکھلا کر دیا۔ بدن میں لہو نام کو نہ تھا۔ لیموں۔ افیون۔ شراب۔ گوشت۔ گھی اور دودھ بگڑی حالت کو سنوار نہ سکتے تھے۔ جب چاروں طرف سے مایوسی ہو گئی تو بیمار ایشور پر بھروسہ کئے برسوں مصیبت کے دن کاٹتا رہا۔

آخر کار جب تک سانس تب تک آس۔ ایک حکیم کامل مل ہی گیا۔ جس نے اول مہمل دیکھ اندرونی آلائش سے آزادی دلائی۔ آب حیات پلا کر سوکھی ہڈیوں میں نئی جان ڈالدی۔ آنکھوں میں اصلی ڈالکر جسم کو بڑھایا۔ سو وہ بھلا چنگا ہو گیا۔ غیبت

CC-O. Gurukul Kangri Collection, Haridwar. Digitized By Siddhanta eGangotri Gyaan Kosha

دلاسی کہ عصائے ناتوانی چھوٹ گیا۔ اور عالم شباب آیا۔ بیمار نے سچ مچ سورگ کا دیش پالیا۔ بعینہٖ یہی صورت مہا بھارت کے جنگ عظیم کے بعد وقوع پذیر ہوئی پانچہزار برس تک اِس بھارت پر یہی بیمار کی رہی۔ حقیقی ترقی کی بُنیاد برہمچریہ آشرم ہے۔ گرو کُل پرنالی کے نہ ہونے سے رفتہ رفتہ رخصت ہوگیا۔ اور اس کے بجائے ادھرم روپی بیمار بڑھنے لگا۔ پاپ اور روشیوں کی بسیارخوری سے بخار روپی وام مارگ پھیلا۔ اُس زمانہ میں مہاتما بُدھ حکیم آئے۔ اُنھوں نے ایشور اور وید سے شونیہ بدھ دھرم مثل لیموں کھلا کر بھارت روپی بیمار کو روشیوں سے بچایا۔ مگر ناستکتا نے آستک بل گھٹا دیا۔

اِن خرابیوں کو دُور کرنے کے لئے رشی سوامی شنکر آچاریہ جی تشریف لائے جنھوں نے اہم برہم کی زہریلی تعلیم بمنزلہ افیون بھارت کو دی۔ جس سے اُسکی اندرونی گیان کی آنکھ جاتی رہی۔ اور اہم برہم کی تعلیم کے ضروری نتایج مردم پرستی مورتی پوجا نفاق اور جہالت ہوئے۔

حضرت محمد۔ حضرت عیسیٰ نے بُت پرستی ناستکتا وغیرہ کو تو دُور کیا۔ مگر قبر پرستی مردم پرستی اور گوشت خوری وغیرہ سے بیماری کو زیادہ خطرناک بنا دیا۔ گورو نانک دیو جی وغیرہ مہاتماؤں نے بھی ایسے بیمار کو نام روپی شربت سے مدتوں تک زندہ و قایم رکھنے کا انتظام کیا۔ لیکن بیماری کو جڑھ سے اُکھاڑنے کے لئے ایک حکیم کامل کی ضرورت تھی۔

جب دُنیا سے ویدوں کا نام و نشان قریباً مٹ چکا تھا۔ زندہ ایشور کی بجائے مٹی و پتھر کے بُت جابجا پوجے جارہے تھے۔ دھرم کے نام پر دغا اور خونخواری ہو رہی تھی۔ چھوٹی دیکھیں لڑکیوں اور نیز بوگان پر بے حد ظلم ہوتا تھا۔ رشیوں کی سنتان بیزبان پشوؤں کے خون و گوشت سے اپنا پیٹ بھرتی تھی۔ عیسائی اور مسلمانی مت کا بھارت ورش میں پرچار ہو رہا تھا۔ آریہ جاتی کے نام لیوا انگلیوں پر گنے جاسکتے تھے۔ اور جو باقی رہ گئے تھے۔ وہ بھی ناستکتا کے زیر اثر تھے۔ ست دھرم اور ست ودیا ڈھونڈے نہیں ملتے تھے۔ دھرم صرف بیرونی نشانات کا نام رہ گیا تھا اصلی ویدوکت دھرم کو کوئی جانتا ہی نہ تھا۔

پرماتما نے ایسے موقعہ پر ایک مہرشی کو اس دیش میں بھیجا۔ جس نے ایک برہمن کے گھر

CC-O. Gurukul Kangri Collection, Haridwar. Digitized By Siddhanta eGangotri Gyaan Kosha

میں جنم لیکر مرن پریہ ایشور اور وید کے اکھنڈ پریم کو اپنی زندگی کا اصول بنایا جس نے گھر بار چھوڑ دیا۔ لذات دنیاوی سے منہ موڑ لیا۔ پران برہمچریہ دھارن کیا۔ جنگلوں پہاڑوں اور تیرتھوں پر جا بجا پھر کر آخر کار دھرم کی امرت روٹی بوٹی کو ڈھونڈ نکالا۔ اور اس ویدک دھرم کی جو منش ماتر کے لئے سرطرح کلیان کاری ہے پھیلایا۔ آریہ سماج اُس کے متبرک ہاتھوں کا لگایا ہوا پودہ ہے۔ ہزار آفتوں کے آنے پر بھی اس رشی نے جادۂ راستی سے اپنے قدموں کو لغزش نہ کھانے دی۔

ایسا مہان اوتار اور پیغمبر گذشتہ پانچ ہزار برسوں کے عرصہ میں اگر کسی نے دیکھا یا سنا ہو تو اُس کے ویسے کارناموں کو پیش کرے۔ جو اس سچے رشی کے کارنمایاں کے مقابلہ میں کوئی وقعت رکھتے ہوں۔

پورانوں میں لکھا ہے۔ کہ جب کلجگ میں ویدوں کی مریادا نشٹ ہو جاویگی اور دھرم ڈھونڈے نہ ملیگا تو دھرم کی رکشا کے لئے ایشور کا پیارا ایک نشکلنک بے عیب دھرم کا نمونہ اوتار ہوگا۔ جو دنیا میں ازسرنو زمانہ کلجگ کی بجائے ست جگ پھیلائیگا۔ کلجگ کے لوگ بت پرستی چھوڑ کر ایشور پرست بن جاوینگے۔ اور ویدوں کا چھن پٹھن جاری ہو جاویگا۔ اوم کی دھونی ہون کی سگندھی اور سچائی کا پرچار ہوگا۔ ناظرین سوچیے کہ مہرشی دیانند جیسا بے عیب نشکلنک اوتار کون ہوگا جس نے اپنا جیون وید اور ایشور پرارپن کر کے ست یگ کا نمونہ دکھلا دیا ہے۔ گوسوکل اور آریہ سماج کے سالانہ جلسوں کے موقعہ پر ست یگ کا نمونہ ہر ایک شخص بچشم تیکش دیکھ سکتا ہے۔ اگر سارے سنسار میں ست جگ لانا چاہتے ہو تو مہرشی دیانند سرسوتی کی پیروی کرو۔

"آنند"

CC-O. Gurukul Kangri Collection, Haridwar. Digitized By Siddhanta eGangotri Gyaan Kosha

سندھیا منظوم

از بھگت موتی رام سیکرٹری آریہ سماج میانوالی

(۱) اوم شنو دیوی رِھبشٹھ آپو بھونت پیتے شنیو رِھسرو نثونہ

(۱) پری پورن دیالو اوم سوامی — سدا شدھ پریت پالو اوم سوامی
(۲) دیا مئے پرم ہتکاری ودھاتا — جگت سب اوم کے گن واد گاتا
(۳) نہیں تجھ سا ہے کوئی اور داتا — تو ہی سب کو ہے دیتا اور دلاتا
(۴) تو ہے پرکاش مئے کلیان کاری — مہا دیوی سرو وگن کو دھاری
(۵) ہیں جس آنند کو ہم دل سے چاہتے — سو پورن برھم سے پورے ہیں پاتے
(۶) ہمیشہ شانتی کی کر کے برشا — شرن میں اپنی ہم کو لیجئے گا

(نمبر دوم) اوم واک واک اوم پرانہ پرانہ اوم چکشوہ چکشوہ اوم شروتر م شروتر م اوم نابھی اوم ہردیم اوم کنٹھہ۔ اوم شیرہ اوم باہو بھیام یشو بلم اوم کرتل کرپہ شٹھے۔

(۷) پربھو نے گیان سے بھرپور بانی — دلائی دیکھئے کیسا ہے دانی
(۸) دئے دیکھو بھلا یہ پران پیارے — ہمیں ہے یوگ اُن پر پران وارے
(۹) یہ سندر بھوت آنکھوں کو عطا کی — کرو دھن واد اُس ایشور مہا کی
(۱۰) ملے دو کان سُننے وید گانا — پربھو کے پریم میں دل کو لگانا
(۱۱) ہمیں نابھی عطا کی بیچ قد کے — سُکھوں کے دھام داتا کے ہوں صدقے
(۱۲) دیا جو پریم کا برتن ہیا ہے — حق گُن گان کرنے کو دیا ہے
(۱۳) دیا سب علم و دیا کا بھنڈار — تیری دیا کا پا سکتے نہیں پار

CC-O. Gurukul Kangri Collection, Haridwar. Digitized By Siddhanta eGangotri Gyaan Kosha

(۱۴) سکھ ملے بازو کہ ہم بلوان ہووین — بچاویں دین کویش وان ہو ویں
(۱۵) جو ہاتھوں سے کرینگے وان وسیوا — ملے گا پریم وبھگتی کا یہی میوا
(۱۶) پربھو یش بل تیرا اتی بھاری — ہمیں ہووے مبارک بھدر کاری

(نمبر سوم) اوم بھوٗ پُنات شرسی - اوم بھوٗوہ پُنات نیترپوہ اوم سوہ پُنات کنٹھے - اوم مہہ پُنات ہردے - اوم جنہ پُنات نابھیام - اوم تپہ پُنات پادیوہ - اوم ستیم پُنات پُنا شرسی اوم کھم برہم پُنات سروتر ۔

(۱۷) تو پرانوں سے پیارا بیریا ہے — تیرے آگے میرا یہ سر جھکا ہے
(۱۸) کریں ودیا سے اس کو صاف سندر — گنوں کی روشنی کا ہووے مندر
(۱۹) بھلائی میں کٹے قربان ہووے — نہیں تجھ بن کسی کا دھیان ہووے
(۲۰) پربھو تو دکھ ہمارے دور کرتا — شرن پالک سبھی دکھ درد ہرتا
(۲۱) تیری مہما کو دیکھیں پریم سے ہم — تیرے گن واد گاویں پریم سے ہم
(۲۲) توہے سکھ روپ تو آنند مورت — تیرا گن واد گاویں ہر مہورت
(۲۳) بڑے سے تو بڑا ہے انت عالی — نہیں تجھ سے ہے ذرہ تک بھی خالی
(۲۴) کرو ہردا ہمارا پاک با طن — تجھے دیکھیں اسی میں ناتھ ساکن
(۲۵) پتا میرے سبری نابھی سنوارو — یہ میوہ پھوٹ کا جگ سے نکارو
(۲۶) ہمیں ست ویسارگ پر چلاؤ — کو کرمی اور دشٹوں سے بچاؤ
(۲۷) ہٹے نہیں راستی سے پگ ہمارا — تیرے بن ایک رس ناہیں سنسارا
(۲۸) نہ بھولے آپکی ودیا پیارے — جدھر دیکھوں اودھر ہوں آپ پیارے
(۲۹) سدا کلیان کے دیکھیں نظارے — کہ ویدک دھرم پھیلے طرف چارے
۳۰ تیری بھگتی تیرے ہی پریم ماہیں — عمر اور پران کو ایشور بتاہیں

(نمبر چہارم) اوم بھوٗ - اوم بھوٗوہ - اوم سوہ - اوم مہہ - اوم جنہ

CC-O. Gurukul Kangri Collection, Haridwar. Digitized By Siddhanta eGangotri Gyaan Kosha

اوم تپہ - اوم ستیم

(۳۱) جو پرانوں سے پیارا گہرا ہے — اُسی کے آسرے سارا جہاں ہے
(۳۲) سکھوں کی کان ہے دُکھ دور کرتا — بڑے سے وہ بڑا بے انت بھرتا
(۳۳) حقیقی باپ ہے وہ آپ جگ کا — نہیں بندھن میں ناڑی کا نہ رگ کا
(۳۴) اُسی کا حکم ہے دن رات جاری — بھجن اُس کا کریں نر اور ناری
(۳۵) انادی کال سے موجود ایشور — سدا ستیہ روپ ہے معبود ایشور
(۳۶) اُسی کے پریم میں من کو لگاؤ — جنم مانش کا اُتم بناؤ
(۳۷) تمہیں ایشور میری ہر دم نمستے — چلیں ہم وید کے سیدھے ہی رستے

(بمنز چہارم) اوم رتنچ ستنچا بھی دھاتپتسو دھیجایت تتوراتریہ جائیت - تتہ سمدرو ارنوہ -

(ب) اوم سمدرا ورنوا دوھی سمولتسرو اجایت اہوراترانی ودد ھدد وشوسیہ مشتو وشی -

(ج) اوم سوریا چندر مسو دھاتا یتھا پورو دمکلپیت دو دنچ پرتھوینچا نتر کش متھو سوہ -

(۳۸) دستے سب کو رکھی ہے وش کے اندر — ودھاتا سب کو دھرتا ہے مہندر
(۳۹) تیرے ہی آسرے مایا انادی — کبھی جنگل کبھی بستی بنادی
(۴۰) تیرا یہ وید ودیا دان بھاری — ہٹا دے مانسی ساری اندھاری
(۴۱) بنا دیں تو نے راتیں سکھ کی خاطر — سکھی ہو دیں تیرے سب یہ مسافر
(۴۲) تیری کرونا کا کس نے انت پایا — ہمیں آرام بھی ہر دم دلایا
(۴۳) کہیں آکاش میں بادل کھڑا ہے — کہیں میدان میں دریا چڑھا ہے
(۴۴) بھلے دن رات اور موسم بنائے — سماں آنند سے ہی گذر جائے
(۴۵) یہ سورج جاند دکھلانے کے کارن — نے تجھ کام سکھلانے کے کارن

CC-O. Gurukul Kangri Collection, Haridwar. Digitized By Siddhanta eGangotri Gyaan Kosha

(۴۶) رُچی دھرتی و دایو کو چلایا — سبھی منگل مہورت ہے بنایا
(۴۷) صبح اور شام گُن گاویں تمہارا — دھرم سے ہو سدا سب کا گذارا

(منتر ششم) اوم پراچی دِگ نی رودھی پتیہ رستو رکشتا دِیتا اشوہ تے بھیو نمو دھی پتھیو نمو رکش تربھیو نم اِشبھیو نم اے بھیو استُ یوسمان دیشٹی یم دیم دو شمس تم دو جمبھے دو دھمہ۔

(۴۸) طرف پُورب کی سُورج کو چڑھایا — اندھیرے کو پلک بھر میں مٹایا
(۴۹) یہ سورج وید کا پرکاش کر کے — دلوں سے سب جہالت ناش کر کے
(۵۰) ہمیں آنند سے بس بھر دیا ہے — ہمارے واسطے سب کچھ کیا ہے
(۵۱) دلوں کی جانتا سب بات سوامی — تو ہی ہے گیان مے اور انتریامی
(۵۲) ہم اپنے پاپ تجھ سے کیا چھپاویں — سفارش کون سی تجھ پاس لاویں
(۵۳) دیا تیری ہے تو انصاف کرتا — نیاکاری کسی سے کب ہے ڈرتا
(۵۴) تو ہے راجا تجھے میری نمسکار — تو ہے رکھشک تجھے ہر دم نمسکار
(۵۵) بُرائی دُور بھاگے اِس جہاں سے — چلیں ہم سرخرو ہو کر یہاں سے
(۵۶) پرسپر پریم کی شکشا کو پالیں — نفاق اور پھوٹ کو سر سے ہی ٹالیں
(۵۷) سبھی بھائی سمان کر کے گذارہ — تجھے جانیں حقیقی باپ ہمارا

(منتر ہفتم) اوم دکشنا دگنددرودھی تپس ترشچی راجی رکشتا پترا اشوہ تے بھیو نمو دھی پتھیو نمو رکش تربھیو نم اِشبھیو نم اے بھیو استُ یوسمان دیشٹی یم دیم دو شمس تم دو جمبھے دو دھمہ۔

(۵۸) یہ دکھن میں پربھو اندر براجے — وہی ہر دم سکھوں کے ساج ساجے
(۵۹) ہمیں سب آفتوں سے وہ بچاوے — کہ ٹیڑھی چال سے نفرت دلاوے

CC-O. Gurukul Kangri Collection, Haridwar. Digitized By Siddhanta eGangotri Gyaan Kosha

(۶۱) بنائے ڈاکٹر دکھ دور کرتے پھریں واعظ تیرا مذکور کرتے
(۶۲) کلا کوشل سے ریل و تار جاری زراعت سے سکھی نر اور ناری
(۶۳) جو یگیہ کرتے کراتے دیتا ہیں پتر سارے یہ ایشور کی دیا ہیں
(۶۴) پربھو اندر کو ہو میری نمسکار بڑے ہی پریم سے پھر پھر نمسکار
(۶۵) ہمیں سچ پریم کا دان دیجے شرن اپنی میں ہی استھان دیجے

(نمبر ہشتم) اوم پریچی دگ درنو دھی پتیہ پراکو کشنا اں مشوتے بھیو نمو دھی پتیہ نو کشتر بھیو نم اشجیو نم اے بھیوا ستے یوسمان دوشٹی یم ویم دوشمس تم دو جمبھے دوشمہ۔

(۶۶) طرف پچھم کی اتم دیو دیکھو سبھی طرفوں میں پریتم دیو دیکھو
(۶۷) ورن کہئے مہا اتم اجاگر مٹاوے زہر کی سختی سراسر
(۶۸) یہ آن اوشدھ کے پھل پھول پیدا مہا داتا اسی سے ہے ہویدا
(۶۹) وہی ادویت لاثانی اکیلا اتی اوجل و نرمل ہے نرمیلا
(۷۰) کرو اس کا تصور غیر تیاگو فقط ایشور بھجو سب ویر تیاگو
(۷۱) وہ ہے نر و ویر غیر اسکو نہ بھاوے شریک اس کا کوئی پھر کیوں بناوے
(۷۲) مہاراج کروں دل سے نمستے کریں ہم پریم سے جلسے نمستے
(۷۳) ہمیں کلیان کا دھکا۔ بخشو بھلا کرنے کا بھی اختیار بخشو
(۷۴) سچائی کا دھرم بازار بخشو ورن ہوں آشرم پھل چار بخشو
(۷۵) ہوگا یہ وید کا اوم کار بخشو بھلے سیدھا مہا اوجیار بخشو

(نمبر نہم) اوم اودیچی دگ سومو دھی پتیہ سوجور کشتا شنی رشوہ تے بھیو نمو دھی پتیہ نو کشتر بھیو نم اشجیو نم اے بھیوا ستے یوسماں دوشٹی یم ویم دوشمس تم دو جمبھے دوشمہ۔

CC-O. Gurukul Kangri Collection, Haridwar. Digitized By Siddhanta eGangotri Gyaan Kosha

(۷۶) اوتر اوپر براجے سوم ایشور جگت سرتاج را جے اوم ایشور
(۷۷) جنم سے رہت مرتو کی اجل ہے چلے سب کچھ مگر ایشور اچل ہے
(۷۸) ہوا کو صاف ہے جگ میں چلاتا دکھوں کو زہر کو ساری مٹاتا
(۷۹) ہوا۔ بجلی و سورج جو بنائے مہاگ دیکھئے ایشور کرائے
(۸۰) رتو کے روگ تپ آدی ہٹاوے ہمیں نت یگیہ کرنے کو سکھاوے
(۸۱) کروں ایشور بل تجھ کو نمسکار تیری رکھیا کے صدقے بھی نمسکار
(۸۲) ہمیں نت پریم کرنا ہی سکھاؤ بھلے مارگ پہ چلنا ہی سکھاؤ
(۸۳) دکھوں سے بچ نکلنا ہی سکھاؤ دھرم جھگڑے کا ملنا ہی سکھاؤ

(نمبر دہم) اوم دھرواد یک وشنو۔ دھی پتیہ کلماش گریو درکشتا
ویردھ اِشو تے بھیو نمو دھی پتیہو نمو رکشتر بھیو نم اِشبھیو نم
اے بھیواستُ یوسمان دیشٹی یم ویم دِو شمس تم و دبھیے دوھمہ۔

(۸۴) جو اوپر ہے وہی پُرنور نیچے جو آگے ہے وہی پُرنور پیچھے
(۸۵) سبھی سمت میں اسکی جگمگاہٹ جدھر دیکھو اُسی کی کھڑکھڑاہٹ
(۸۶) ہمارا جہ وہی راجیشور ہے شری وشنو کا جلوہ سربسر ہے
(۸۷) سبز گون کے سانپوں سے بچاتا وہ چیچک اور روگوں سے مٹاتا
(۸۸) وہ سایہ دار درختوں کو لگاوے ہمیں پھل پھول میوے بھی دلاوے
(۸۹) زمیں پہ فرش سبزی کا بچھاوے طراوت دیکھ کر آنکھوں میں آوے
(۹۰) جڑوں پتیوں سے زہریلے ذکھو کو دلاوے اوشدھی سے سب دکھوں کو
(۹۱) زراعت سے دلدر کو مٹا کر شوبھت ہے پتا پالک کہا کر
(۹۲) تمہیں ایشور نمستے دم بدم ہو نمستے آپ کو صاحب کرم ہو
(۹۳) ہمیں ست دھرم کا انعام دیجے پتی بھگتی ہمیں مکھ دھام دیجے

نمبر یازدہم۔ اوم اُردھوا دیک برہسپتی روہی پتیہ شوتر ورکشتا ورش

CC-O. Gurukul Kangri Collection, Haridwar. Digitized By Siddhanta eGangotri Gyaan Kosha

مِشوہ تے بھیو نمو دھی پتھیو نمو رکشتر بھیو نم اشتھیو نم اے بھیو

استُ دیو سماں دویشٹی یم ویم دوشمس تم دو۔ جبھے دھمہ۔

(۹۴) پرے سے جو پرے اوپر سے اوپر وہ ہے وِدیا پتی جگدیش ایشور
(۹۵) عُلوم کا ملہ کا ہے وُہ مصدر عِلم باجھوں نہ ہو اُس کا تصوّر
(۹۶) یہ چاروں وید ہے سب دان اُسکا سکل جیوؤں پر ہے کلیان اُس کا
(۹۷) بنا وِدیا کے مُکتی ہو نہ حاصل علم کیا وہ اگر ہووے نہ عامل
(۹۸) یہ بارش ایشوری نعمت عجائب مٹاوے خشک سالی کے مصائب
(۹۹) یہ کُٹ آدی و گرمی کی بیماری وُہ بارش سے مٹے ساری کی ساری
(۱۰۰) بہت پھل پھول سبزی و زراعت ہُوا گے دہن وہان ان آدے نہائیت
(۱۰۱) جو ورکھا سے یہ رعیت خوش بساوے سبھی خلقت تیرا دھنواد گاوے
(۱۰۲) کرو ایشور منتے پریم سیتی رہی سینچے ہری ہردے کی کھیتی
(۱۰۳) کریں ہم وید کا پرچار جگ میں سبھی ہم ہووِیں شُدھ آچار جگ میں

نمرد واز دہم۔ اوم اودیم تم سنس پری سوہ پشنیت اُترم دیوم۔
دیو ترا۔ سوریہ مگھم جیوتی رُتم۔

(۱۰۴) اندھیرے پیچھے وِدیا کا مندر رہے واں روشنی کا دھام سُندر
(۱۰۵) کریں گیانی تیرا ورشن ہمیشہ رہیں وید ار سے پرسن ہمیشہ
(۱۰۶) بِنا وِدیا نہ ہو ورشن تمہارا اندھیرے میں پھرے اندھا بچارا
(۱۰۷) سبھوں میں چاندنا تیرا چمکتا یہ سورج چاند میں تو ہی دمکتا
(۱۰۸) سدا قایم پتا یہ راج تیرا رہے وایم سکھوں کا ساج تیرا
(۱۰۹) اتی اُتم تیرا پرکاش نرمل سدا شُدھ روپ پریتم دیو اوجل
(۱۱۰) ہمیں نج پریم کا بل دان کیجے سچائی شوق سے بلوان کیجے
(۱۱۱) کریں ہر پل تیرا ورشن پیارا الگ تجھ سے نہ ہو ہردا ہمارا

CC-O. Gurukul Kangri Collection, Haridwar. Digitized By Siddhanta eGangotri Gyaan Kosha

نمبر سیزدہم اوم اد تیتم جات وید سہم دیوم وہنتی کیتوہ درشے وشوائے

سوریہ یم

(۱۱۲) یہ سورج وید کا جس نے چڑھا کر — دلوں سے سب اندھیرے کو ہٹا کر
(۱۱۳) ہمیں وِدیا کا ادھکاری بنایا — پتی وہ وید کا خود ہی کہایا
(۱۱۴) پریم داتا جو سب کی زندگی ہے — پربھو باجھوں سراسر گندگی ہے
(۱۱۵) رشی منیوں کے ہردے میں منور — کیا ویدوں کو پرگٹ مہر کرکر
(۱۱۶) رشی ویدوں کے بانی کے دوارا — کہیں ویدوں کی کرنیں اوجیارا
(۱۱۷) ہمیں سرشٹی کے نیم جو بتاویں — پربھو مہما کا درشن روز پاویں
(۱۱۸) انت شکتی کرے ہر جا حکومت — ذرا ہیں مٹے ساری خصومت
(۱۱۹) پربھو کے پریم میں دل جو مگن ہو — پلک میں سہل تر کارج کٹھن ہو
(۱۲۰) وچاریں پریم سے جو وید منتر — انہیں الیشور کا درشن ہووے یکسر
(۱۲۱) جو اُس کے دھیان میں من کو لگائیں — تو اشور کو سدا ہردے میں پائیں

(نمبر چاردہم) اوم چترم دیوانامُ گادنیکم چکشرمتر سیہ ورنسیا گنے آپرادیا دا پہ تھوی انتر کشم سوریہ آتما جگتس تستھوشچ سواہا۔

(۱۲۲) ہے او بُہت اور عجائب روپ تیرا — عجائب شکتیوں کا تجھ میں ڈیرا
(۱۲۳) عجب درشن پربھو کی ہے محبت — عجائب سے ہمیں بس عین اُلفت
(۱۲۴) مگر درشن کریں دِد ان تیرا — بھلے پرشوں کو ہے بس دھیان تیرا
(۱۲۵) حقیقی متر اور بلوان داتا — جگت میں روشنی جو ہے بچھاتا
(۱۲۶) ہزاروں فائدے بجلی میں دھر کر — مٹایا بھوک اندھیرے کا چکر
(۱۲۷) گنی گیانی دئے گن گیان کارن — تیرا دھنواد ہو اوہم و اُدھارن
(۱۲۸) دھرت آکاش میں پورن پریرے — جدھر دیکھیں اُدھر تیرے ہی ڈیرے
(۱۲۹) کریں رکشا تمہی سب لوک دھرتا — تمہی پر جاسبھوں کا ایک بھرتا
(۱۳۰) تمہارا کاش سے دایم ہمیشہ — تمہی ہیں رشن نیم ہمیشہ

CC-D. Gurukul Kangri Collection, Haridwar. Digitized By Siddhanta eGangotri Gyaan Kosha

(۱۳۱) نو جنگم اور استھاور کے اندر میرا ہردا تیرا سُندر ہے مندر
(۱۳۲) تیری کرپا سے ہووے درشن تمہارا مٹے جھگڑا ہو ستیل من ہمارا
(۱۳۳) تورے واہ واہ تو ہی اچرج دیوا تیرا درشن تیری کرپا کا بھوہ

(نمبر پانزدہم) اوم پنچکشر دیوتم پرستاچ چھکا مچرت پشیم شدہ شتم
جیوبم تہرہ شت گونگ۔ سُر نیام شردھ شتم پربرواہم شردھ شت
مدنیاہ سیام شردھ شتم بھوئیشیچ شردھ شتات۔

(۱۳۴) سروگیا تو دو دھالوں کا پیارا سبھوں کی آنکھ شُدھ نرمل سہارا
(۱۳۵) تیرا درشن کریں سو برس پورے نہ ہوں اندھے نہ اگیانی اودھورے
(۱۳۶) دھرم جیون ملے سو برس پیارے سُنیں سو برس گن ایشور تمہارے
(۱۳۷) عمر ساری تیرا گن گان کرتے رہیں آزاد ایشور کو سمرتے
(۱۳۸) نہ آزادی مٹے سو برس داتا نہ تجھ بن ہوں کسی کو سر نواتا
(۱۳۹) بڑھے جو سو برس سے زندگانی تیری کرپا سے ہوں ویسے گیانی
(۱۴۰) تیرا درشن تیرا گن گان سُنتے دھرم سے موتیوں کو روز چنتے
(۱۴۱) کریں جیون سپھل اپنا پیارا۔ بنیں جگ میں بھلا سُندر نظارہ

(نمبر شانزدہم) اوم بھوہ بھوہ سوہ۔ تت سویتر ورینیم بھرگو
دیوسیہ دھی مہی دھیو یونہ پرچودیات ۞

(۱۴۲) اوم بھوہ پران سے پیارا پرماتم بھوہ سُکھ دان کرتا ہے اُتم
(۱۴۳) سوہ سُکھ روپ اور آنند مورت تت اُس کو بھیجیں سُندر مہورت
(۱۴۴) سویتر تو حقیقی باپ ہمارا ورینیم پریم کا پاتر پیارا
(۱۴۵) بھرگو جیوتی مئے وگیان ساگر تیرے اسمرن سے ہو ہردا اوجاگر
(۱۴۶) دیوسیہ دیوتاؤں کے دیوتا کا دھی مہی دھیان نترا کھیں پتا کا
(۱۴۷) دھیو یونہ جو بدھیوں کو ہمارے پرچودیات پاپوں سے نیارے

CC-O. Gurukul Kangri Collection, Haridwar. Digitized By Siddhanta eGangotri Gyaan Kosha

(۱۴۸) سدا اوجل کرے دیا کا مندر رہے اشکرن ایشور کے اندر
(۱۴۹) پربھو کے پریم میں اشنان ہووے پربھو بن اور کا نہیں دھیان ہووے
(۱۵۰) گورو منتر سدا سوچیں بچاریں بھلی بدھی کو پاکر تجھ پہ واریں
(۱۵۱) تیری پوجا تیری بھگتی کرائیں تیرے بن غیر سے نہیں پریت لائیں

(تبر مفتہم) اوم نمہ شمبھوا یچ میو بھوا یچ نمہ شنکرا یچ میس کرا یچ نمہ شوا یچ شوترا یچ ❊

(۱۵۲) تو ہے سکھ روپ تو آنند داتا نمسکار ہو تجھے سائینگ پراتا
(۱۵۳) تجھے دھنواد ہو ہر بار میری گورو سنتے سکل میرے مٹاتا
(۱۵۴) پربھو شنکر تو منگل مے دیالو تیرے ہی آشرے منگل کو پاتا
(۱۵۵) شرن تیری رکھوں کی کان بالکل بڑے ہی پریم سے بن کو ہیں چاہتا
(۱۵۶) نمسکار ہو تجھے ایشور پیارے تیری مہما کا نہیں کچھ انت آتا
(۱۵۷) تو ہے شوروپ تو کلیان کاری کہ داسوں کی بپت سکل مٹاتا
(۱۵۸) ہمیں کلیان کی خواہش جو لاگی تیرے بن کون ہے پوری کراتا
(۱۵۹) نمسکار ہو تجھے کلیان مورت پتا دیالو تو ہی ساچی ہے ماتا
(۱۶۰) تیری کرپا سہائی ہو ہمیشہ رہے موہی تیرا گن داد گاتا

CC-O. Gurukul Kangri Collection, Haridwar. Digitized By Siddhanta eGangotri Gyaan Kosha

بھگوان بدھ کا آخری اُپدیش

(۱)

وہ وقت ایک اتی سندر وقت تھا جبکہ مہاتما بدھ نے ۲۹ سال کی عمر میں راجیہ اور راجیہ کی تمام خوشیوں پر لات مار کر۔ گھر اور گھر کی تمام خوشیوں سے منہ موڑ جنگل کا راستہ لیا۔ اس غرض سے کہ دُنیا کے ہمیشہ تنگ کرنیوالے دُکھوں سے نجات حاصل کر سکے ماتا پتا۔ اور استری نے بہت زور مارا۔ کہ بُدھ کے خیالات میں یہ تبدیلی پیدا نہ ہو اُن سے جو کچھ ہو سکا اُنہوں نے بھگوان بُدھ کو اپنے اِن خیالات سے باز رکھنے کی کوشش کی۔ لیکن اُنکو یہ پتہ نہیں تھا۔ کہ اب مہاتما بُدھ کا اُن کے درمیان رہنا اور ابدی خوشی کے خیال چھوڑ دینا ممکن نہیں ہے۔ اُنہوں نے اِس پوتر آتما کے راستہ میں کئی ایک رُکاوٹیں ڈالیں۔ اُس کے خیالات کو پلٹا دینے کے لئے محلات میں راگ رنگ کی محفلیں سرگرم ہوئیں۔ لیکن اس یونیہ آتما پر ان تمام حرکات کا اثر اُلٹا پڑا۔ گرہست اور گرہست کی زندگی سے دن بدن اُس کے دل میں نفرت پیدا ہوتی گئی۔ یہاں تک کہ جب یہ دھرماتما پُرش اپنے ہی رشتہ داروں میں گزارا نہ کر سکا۔ تو چپ گھر سے نکل گیا۔

مہاتما بُدھ نے گھر سے نکلکر اُن سکھوں کی تلافی کرنی چاہی کہ جو اُسنے اپنے شاہی گھر میں بھوگے تھے۔ اُسنے اُن اعلےٰ اعلےٰ کھانوں کی کسر نکالنے کے لئے کہ جو وہ اس وقت تک کھاتے رہے تھے۔ بھوکا رہنا شروع کیا۔ اُنہوں نے کئی دن بھوکے پیاسے گزارے۔ اُس کا خیال تھا۔ کہ بھوکے رہنے سے اُنکو آنند پراپت ہوگا اور وہ سدا کے جھگڑوں سے چھوٹ جاویں گے۔ لیکن تجربہ نے بتایا کہ آنند پراپت کرنے کا یہ طریقہ نہیں ہے۔ اِس آتما میں غرور اور تکبر نہیں تھا۔ یہ پوتر آتما گھر سے سچائی اور راستی کی تلاش میں نکلی تھی۔ جب تجربہ نے اِسپر ثابت کر دیا۔ کہ بھوکے رہکر آنند حاصل نہیں ہو سکتا۔ تو اُسنے

CC-O. Gurukul Kangri Collection, Haridwar. Digitized By Siddhanta eGangotri Gyaan Kosha

اپنے پروگرام میں ضروری تبدیلی کر لی۔ مہاتما بُدھ نے گیان کی پراپتی کے لئے جد وجہد شروع کی۔ دُور دراز مقامات میں سفر کیا۔ اچھے اچھے سادھو مہاتماؤں سے ست سنگ کیا۔ جو جو اچھی کُتب ہاتھ لگیں اُن کا پاٹھ کیا۔ اِس تمام پرہی اکتفانہ کر کے آپنے قدرتی نظاروں سے اپنے گیان کو بڑھایا۔ یہاں تک کہ اپنے آپ کو دُکھوں سے اوپر محسوس کرنے لگے۔ گیان نے اُنکی آنکھیں کھول دیں۔ اگیانتا کے کارن جو کرم اُنکی تکلیف کا باعث ہوتے تھے اُنکی رسی کٹ گئی۔ اور مہاتما بُدھ اپنے آپ کو زیادہ خوش پانے لگے۔ اِسی دوران میں آپ نے جانا کہ پرد پکار کرنا ہی نفس دھرم ہے۔ پرد پکار کرنے سے اُن کا کلیان ہوگا۔ اِس خیال کے آتے ہی اِس یونیہ آتما پرش نے بڑی مشکل سے حاصل کئے ہوئے گیان کو دوسروں کی بھلائی کے لئے صرف کرنے کا بیڑا اُٹھایا۔

(۴)

پرد پکار انسانی طاقت سے باہر ہے کہ پرد پکار کی خوبیوں کا ورنن کر سکے۔ اگر کوئی ایسی وستو دُنیا میں موجود ہے جو انسان کے آتما کو سونے سے لندن بنا سکتی ہے تو وہ پرد پکار ہے۔ پرد پکاری نفس کا من ہمیشہ ہی اُلساہ سے بھرا رہتا ہے۔ بُزدلی اُس کے پاس نہیں پھٹکنے پاتے۔ اور ہمیشہ ہی دوسروں کی مدد میں خوشی محسوس کرتا ہے۔ اُن لوگوں کا جیون ایک مبارک جیون ہے۔ ایک آدرش جیون ہے کہ جو پرد پکاری ہیں اور پرد پکار میں آنند محسوس کرتے ہیں۔ پرد پکار کی زندگی میں قدم رکھنے سے مہاتما بُدھ کے جیون میں کیا تبدیلی پیدا ہوئی۔ اسکا ورنن کرنا مشکل ہے۔ جو کام بڑی سے بڑی طاقت نہیں کر سکتی تھی۔ اُس کو یہ مہان پُرش محض ایک اشارہ سے کر ڈالتا تھا۔ کیوں؟ اِس لئے کہ اِسکی اپنی کوئی خواہش نہ ہوتی تھی۔ بلکہ یہ جو کچھ کرتا تھا۔ دوسروں کی بھلائی اور بہبودی کے لئے کیا کرتا تھا۔

بھگوان بُدھ کی زندگی میں کئی ایک ایسے واقعات ہوئے۔ جن سے اندازہ لگایا جا سکتا ہے۔ کہ اُسکے دل میں پرد پکار کی کہاں تک عزت تھی۔ وہ اکثر دفعہ جانوروں اور غیر انسانوں کی رکشا کے خیال سے اپنا ستیاگ دینے کے لئے تیار ہو جاتے تھے

CC-O. Gurukul Kangri Collection, Haridwar. Digitized By Siddhanta eGangotri Gyaan Kosha

انہوں نے کئی دفعہ دُکھیوں کو دُکھ سے نکالنے کے لئے اپنے آپکو دکھ میں ڈالا۔ اور دُکھ اُٹھایا۔ انہوں نے خود تکلیف برداشت کی۔ مگر دوسروں کو دُکھ سے بچالیا۔ ایسے انسان خواہ کسی جگہ کیوں نہ ہوں اِس لائق نہیں کہ لوگ اُنکے نقش قدم پر چل کر اپنا جیون سپھل کریں۔ بھگوان بُدھ نے کبھی اِس راستہ کو چھوڑنے کا خیال دل میں نہیں آنے دیا۔ پریم اور میٹھی بانی سے وہ ہمیشہ دوسروں کی بات کو سُنا کرتے تھے۔ اُن کو نیک صلاح دینا ہی اُنکی زندگی کا مقصد تھا۔ اور اُن کو دُکھوں کی خطرناک سڑک سے بچانا ہی اُن کے جیون کا آدرش تھا۔ بہت سے مقامات پر لوگ اُن سے اور اُن کے ساتھیوں سے نفرت کا اظہار کیا کرتے تھے۔ بھکشو لوگ اکثر اپنے حواس پر قابو نہ پاسکنے کی وجہ سے تنگ بھی ہوجاتے تھے۔ مگر بھگوان بُدھ ہمیشہ اُن کو شانتی اور پریم کا اُپدیش دیا کرتے تھے۔ وہ اکثر کہا کرتے تھے کہ اے بھکشو لوگو! تم کہتے ہو کہ تم سب کچھ چھوڑ کر ساہو بنے ہو لیکن میں تم کو سچ کہتا ہوں کہ تم نے کچھ بھی نہیں چھوڑا۔ جو چھوڑنے کی چیز تھی وہ ابھی تک تمہارے پاس ہے۔ اور جو پاس رکھنے کی چیز تھی وہ تمہارے پاس بالکل نہیں ہے۔ رنج۔ غصہ۔ اور دویش وغیرہ قابل ترک باتوں کو تم نے ابھی تک نہیں چھوڑا بلکہ اِس کے بجائے شانتی اور پریم جیسی پوتر عادات کو چھوڑ دیا ہے۔ یہی دُکھ ہے کہ تم باوجود اپنے آپ کو تیاگی کہنے کے تیاگ کے راستہ سے دُور جا پڑتے ہو دیکھو پرو پکار کا راستہ مشکل ہے۔ اِس میں شانت چت ہو کر آگے بڑھنا چاہیئے۔

(۳)

بھگوان بُدھ نے ۸۰ سال کی عمر تک اپنا جگہ کے لوگوں کو دھرم اُپدیش دیا۔ اور پرو پکار کی زندگی بسر کرتے ہوئے بوڑھے ہو گئے۔ وہ بلدان شریر جو کوسوں کی منزلوں کو دم بھر میں طے کرلیتا تھا۔ اور ذرا تھکاوٹ معلوم نہ ہوتی تھی چلنے پھرنے کے ناقابل ہوگیا۔ کمزوری کی وجہ سے اکثر بدن میں روگ رہنے لگے۔ یہ حالت دیکھکر اِس مہان پُرش نے وچار لیا کہ اب آخری وقت نزدیک ہے۔ ان کو اپنی موت کا اِس قدر خیال نہ تھا۔ جس قدر کہ اپنے پیچھے کام کرنیوالے بھکشوؤں کی حالت سُدھارنے کا۔ اُنہوں نے خواہش ظاہر کی کہ تمام بھکشو لوگ ایک

CC-O. Gurukul Kangri Collection, Haridwar. Digitized By Siddhanta eGangotri Gyaan Kosha

جگہ جمع ہوں۔ تاکہ اُن کو آخری اُپدیش دیا جا سکے۔ حکم کی دیر تھی آنند نے تمام بھکشو لوگوں کے پاس نمنترن بھیج دیئے۔ اور وہ سب کے سب ہی بن میں جمع ہو گئے۔ جو وقت بھکشوؤں نے اپنے گورو کی شاریرک اوستھا ایسی خراب دیکھی تو اُن کے دل ہل گئے۔ کئی ایک کی آنکھوں سے پریم اور محبت کے آنسو نکل آئے۔ کئی ایک اِس خیال سے کہ اب یہ مہاتما کوچ کرنے کو ہیں فکر کے سمندر میں غوطہ زن ہو گئے۔ یہ حالت دیکھ کر بھگوان بدھ نے بڑے پریم سے تمام بھکشوؤں کو مخاطب کر کے یوں اُپدیش کرنا شروع کیا۔

"اے بھکشوؤ! اب میں اُس سفر کی تیاری میں ہوں۔ کہ جو ہر ایک جاندار کے لئے لازمی ہے۔ میرا آخری وقت آپہونچا ہے۔ میں جب تک زندہ رہا دوسروں کی بھلائی کے خیالات خود سوچتا رہا۔ اور دوسروں کو بتاتا رہا۔ اب میں سفرِ آخرت اختیار کرنے کو ہوں۔ اِس لئے چاہتا ہوں کہ اِس آخری وقت میں تم کو کچھ اُپدیش کرتا جاؤں۔ تاکہ تم بعد میں شنکاؤں کی وجہ سے حیرانی میں نہ پڑ جاؤ۔ دیکھو میں نے اپنی زندگی میں جس دھرم کو ظاہر کیا ہے۔ اُسکو پورے طور سے جانو سمجھو۔ اور اُس کے مطابق اپنی زندگی کا پروگرام بناؤ۔ ایسا کرنے سے تم نروان پد کو حاصل کرو گے۔ اور تم کو چاہیئے۔ کہ اپنی تمام طاقت اور جوش کے ساتھ اِس دھرم کا پرچار دوسرے لوگوں میں بھی کرو۔ تاکہ وہ بھی نروان پد کے بھاگی بنیں۔ اے پوتر آتماؤ! اِس دھرم کا اِس خوبی سے پرچار کرو۔ کہ اِسکی جڑ مستقل ہو جاوے۔ اور سنسار کے تمام استری پرش اِس دھرم کی پوتر ہدایات سے لابھ اُٹھاویں۔ اور اُن کے جیون سپھل ہوں۔ وہ نروان حاصل کریں۔ اور اُنکی زندگیاں بھی تمہاری طرح دوسروں کی بھلائی میں صرف ہوں۔ میرا دھرم جس بات کا پرچار کرتا ہے۔ وہ سب کے فائدہ کے لئے ہے۔ پس میرے بعد تم لوگوں کا فرض ہے۔ کہ اِس کے پرچار کو بند نہ ہونے دو تاکہ اِسکے پرچار سے اِس لوک اور پرلوک کے رہنے والوں کو زیادہ سے زیادہ سکھ پراپت ہو۔ جب تک میں زندہ رہا تم کو ضروری ہدایات دیتا رہا لیکن اب چونکہ میں مرنے لگا ہوں۔ اِسلئے تمہاری رہنمائی کے لئے چند ضروری ہدایات چھوڑ جاتا ہوں۔ اِن سے گیان

CC-O. Gurukul Kangri Collection, Haridwar. Digitized By Siddhanta eGangotri Gyaan Kosha

نہ کرنا۔ بلکہ ہمیشہ ان کو اپنی زندگی میں دھارن کئے رہنا۔"

(۴)

"اے بھکشوؤ! ستاروں کو دیکھ کر لوگوں کی قسمتوں کا فیصلہ کرنا۔ جیوتش کا نام لیکر لوگوں کو بہکانا۔ زندگی کے نیک اور بد شگون بتلا کر ان کو خوف زدہ کرنا یہ ایسی باتیں ہیں جن کا میرے بتائے ہوئے دھرم کے ساتھ کچھ بھی تعلق نہیں ہے۔ تم نے اس قسم کی باتوں سے ہمیشہ پرہیز کرنا۔ اپنے من کو ہمیشہ قابو میں رکھنا تمہارا فرض ہے۔ کیونکہ جس نے اپنے من کی باگوں کو کھلا چھوڑ دیا وہ زندگی کے راستہ سے گر جاتا ہے۔ دنیا کے شور و غل سے اپنے دل کو ہٹانا اور اسکو شانت رکھنا۔ نیز برے کاموں سے بچنا تمہارا فرض ہے۔

تم کھانا بھوک کو دور کرنے اور پانی پیاس کو دور کرنے کے لئے پینا۔ ان چیزوں کے بنانے میں بڑی عقل اور حکمت صرف کی گئی ہے۔ یہ مورکھتائی سے خراب کرنے اور دکھ پانے کے لئے نہیں ہیں۔ بلکہ سکھ بھوگنے کے لئے ہیں۔ تمکو چاہئے کہ جس طرح بھونرا پھول کے اوپر بیٹھ کر اس کا رس چوس لیتا ہے لیکن اس پھول کی خوبصورتی کو بگڑنے نہیں دیتا۔ اسی طرح اپنی ضروریات کو پورا کرو۔ مگر دنیا کی خوبصورتی کو بھی تباہ نہ کر ڈالو۔

جینے اپنی زندگی میں جو سچائی تم پر ظاہر کی اور تمہارے سامنے دھرم کے جو سات رتن رکھے۔ ان کو اگر سات موتیوں سے جڑکر کسی خوشنما تاج میں لگے ہوئے ہیں تشبیہ دیجاوے۔ تو بالکل درست ہے۔ میں آج پھر تمہاری آگاہی کے لئے ان کو تمہارے سامنے بیان کرتا ہوں۔ تاکہ تم اپنی زندگی میں ان سے سبق حاصل کرتے رہو۔ غور سے سنو۔

اول چار سمرتی اپستھان ہیں۔ یعنی (۱) جسمانی ناپاکی کا خیال (۲) اندریوں سے پیدا شدہ دکھ کا خیال (۳) درست کو غلط سمجھنے کا دھیان (۴) تمام مرکب چیزوں شلاً روپ ویدنا وغیرہ تمام بیرونی اشیاء کی ناپائیداری کا خیال۔ اپنے ہونے کا خیال۔ اور اپنی حقیقت کا علم۔

دوم چار سمیک پردھان (۱) پہلی بات کی کوشش کرنا

CC-O. Gurukul Kangri Collection, Haridwar. Digitized by Siddhanta eGangotri Gyaan Kosha

آتما میں پاپ کا خیال پیدا نہ ہو (۲) آتما میں پاپ پیدا ہو جا۔ نیز اس کو دور کرنے کے لئے جدوجہد (۳) آتما میں نئے پاک اور پوتر خیالات پیدا کرنے کی کوشش (۴) آتما میں پیدا شدہ نیک خیالات کو بڑھانے اور ورڈھ کرنے کی کوشش

سپتم چار دھی پد (۱) پاپ کے برخلاف خوب سنگرام کر کے سنت پدوی حاصل کرنے کا مضبوط خیال (۲) سنت پدوی کو حاصل کرنے کے لئے ضروری کوشش (۳) سنت پدوی کے لئے من کو پوری طرح سے تیار کرنا یعنی من میں خوب ورڑھتا رکھنا۔ (۴) اپنے من اور اندریوں پر خوب قابو رکھنا اور غور و فکر سے کام لینا۔

چہارم پانچ جلائی پل (۱) اپنے آپ پر بھروسہ رکھنا (۲) اپنے من میں خوب اتساہ پیدا کرنا۔ (۳) اپنے اندر یادداشت کی طاقت پیدا کرنا اور بڑھانا۔ (۴) اپنے جسم میں دھیان کی طاقت پیدا کرنا۔ اور بڑھانا (۵) گیان حاصل کرنا اور اسکو بڑھانا۔

پنجم پانچ روحانی حواس (۱) قوت وشواس بڑھانا (۲) اتساہ زیادہ کرنا۔ (۳) قوت یادداشت (۴) دھیان (۵) اور گیان کو ترقی دینا۔

ششم دانائی کے سات انگ (۱) وچار (۲) قوت ادراک (۳) سمادھی (۴) تلاش اور جستجو (۵) پریتی اور محبت (۶) شانتی (۷) نفرت اور الفت کے خیالات کے اوپر رہ کر سکون کی حالت پیدا کرنا۔

سپتم اشٹانگ مارگ (۱) علت اور معلول کا درست علم (۲) پریم۔ رحم۔ آتم تیاگ وغیرہ کا ٹھیک آدرش (۳) نندا اور فضول گوئی۔ نیز جھوٹ اور سخت کلامی سے نفرت (۴) جیو ہنسا۔ بے ایمانی۔ اور خواہشات کی غلامی سے پرہیز (۵) مناسب وسائل سے روزی پہنچانا۔ خراب اور قابل ترک پیشوں سے روزی نہ کمانا (۶) برائی کو تیاگنے۔ خیال۔ دھن اور کرم سے بھلائی کرنے کی لگاتار کوشش کرنا (۷) چت کو ایکاگر کر کے اپنی ہستی پر وچار کرنا (۸) چت کی اصلی شانتی جو

CC-O. Gurukul Kangri Collection, Haridwar. Digitized By Siddhanta eGangotri Gyaan Kosha

اے بھکشوؤ! یہ سات دھرم کے انگ ہیں۔ تم کو انہیں خوب وچارنا چاہیئے اور ان کے مطابق ہی اپنے جیون کو بنانا چاہیئے۔ مشکلات کا مقابلہ ہوگا۔ مگر تم کو ان سے خوف زدہ نہ ہونا چاہیئے۔ بلکہ اُن کو عبور کرنیکی کوشش کرنی چاہیئے یہ کلیان مارگ ہے جب تک زندہ رہو اسپر چلتے رہو۔ پیارے بھکشوؤ! یہ دُنیا ناپائدار ہے۔ اسکی تمام چیزیں بھی ناپائدار ہیں۔ اِس سنسار کی تمام چیزیں آہستہ آہستہ پُرانی ہو رہی ہیں ہمارے جسم بھی پُرانے ہو رہے ہیں تم نروان کے لئے کوشش کرو۔ نروان ہی حاصل کرنے کی چیز ہے۔ اگر اسکو حاصل کرنیکی کوشش کرتے رہے تو تمہارے لئے مبارک ہے۔ ورنہ جسطرح اور بیشمار لوگ دُنیا میں پیدا ہوئے۔ اور جیون کا آدرش نہ جانتے ہوئے ہی مر جاتے ہیں یہی تمہارا حال ہوگا۔ میں اب بوڑھا ہوگیا ہوں۔ میری موت اب قریب ہے میں تم میں زیادہ عرصہ تک نہیں رہ سکتا بس میں تم کو آخری اُپدیش کرتا ہوں کہ تم اپنی زندگی میں ہمیشہ پاپ کے برخلاف جدوجہد کرتے رہنا۔ پاکیزگی۔ نیکی اور سچائی کے راستہ کو کبھی مت چھوڑنا روحانی طاقتوں کو حاصل کرنے میں ہمیشہ دت چت ہو کر لگے رہنا۔ اپنے تمام خیالوں کو روشن۔ تیز اور کارآمد بنانے کا پریتن کرتے رہنا۔ تم نے اتساہ کی زندگی سے کبھی مُنہ مت موڑنا۔ اتساہ کی زندگی بسر کرنا۔ دوسروں کے نزدیک پیارے بننا دکھلاوے کے لئے نہیں بلکہ کلیان کے لئے تمہاری زندگی شانتی ہو۔ تم ہمیشہ پوتر اور پاک رہنا۔ اور پراتھنا وغیرہ کے ذریعہ سے نروان پد کی طرف بڑھنا۔ تم نے ہمیشہ اپنے آتما کی جانچ پڑتال کرتے رہنا۔ اسکو پاپ کی طرف سے روک کر دھرم کی طرف لگانا۔ تم میں جو اس دھرم کے بتائے ہوئے مارگ پر چلیگا وہ بھے رہت اس زندگی کے سمندر کو عبور کریگا لیکن جو اس راستہ سے اِدھر اُدھر ہوگا۔ وہ اپنے لئے مشکلات پیدا کریگا تم نے ہو لکر بھی ان چیزوں کی خواہش میں مست نہ ہونا جو چھن بھر کے لئے ہیں۔ دُنیا کا کوئی پدارتھ ایسا نہیں ہے جو ناشوان نہ ہو پس تم نے ہمیشہ نروان کا خیال ہونا چاہیئے اور اسی کے لئے کوشش کرنی۔ میں اب تم سے جدا ہونے والا ہوں میرے لئے تم نے محض نہ رونا میرے لئے تم نے رونا پیٹنا نہ مچانا۔ بلکہ نروان حاصل کرنے کے لئے جدوجہد کرتے رہنا تمہارے لئے یہی کلیان کاری ہے۔ دھرم سے پتت نہ ہونا۔ دھرم چھوڑنے کی کوئی چیز نہیں ہے۔ اسکو پکڑے رکھنا اور مضبوط پکڑے رکھنا" (سدانند)

CC-O. Gurukul Kangri Collection, Haridwar. Digitized By Siddhanta eGangotri Gyaan Kosha

گیتا میں ارجن کے پانچ صفاتی نام

از

وگیان

لفظ "ارجن" کے معنی سنسکرت میں سفید۔ صاف۔ روشن اور چاندی جیسے کے ہیں۔ جو لوگ مہابھارت کو ایک انکار خیال کرتے ہیں وہ ناموں کے بھی لفظی معنی کر کے اپنی تھیوری کو ثابت کیا چاہتے ہیں۔ ایک تاریخی واقعہ کو انکار کی صورت میں پیش کرنے کی کوشش خواہ قابل تحسین ہو یا نہیں۔ لیکن بلاشبہ "ارجن" کے جس قدر نام گیتا میں آئے وہ "ارجن" کے کسی نہ کسی گن کو ظاہر کرتے ہیں۔

"ارجن" کے حسب ذیل پانچ صفاتی نام قابل غور ہیں۔

۱۔ دھننجے (धनञ्जय) "دھن کو جیتنے والا" "آتم سنیم" اور آتم گیان کا دھن سب دنیاوی دولت سے بڑھ کر ہے اور "ارجن" اس دولت سے مالا مال ہونے کی وجہ سے اس نام سے منسوب کیا جاتا ہے۔

۲۔ پارتھ۔ وھنر دھر (पार्थ धनुर्धर) "پرتھا کا لڑکا کمان کے دھارن کرنیوالا" "پرتھا" کے لفظی معنے وسعت بخش کے ہیں۔ اور یہ نام "کنتی" "ارجن" کی ماں کے لئے بھی استعمال کیا جاتا ہے۔ "ارجن" غضب کے تیر انداز تھے۔ دروپدی کے سویمبر میں سب نے ان کا کمال دیکھا۔ علاوہ ازیں اوپنشدوں میں تیر کمان کے انکار بھی آئے ہیں۔ مثلاً ایک اپنشد میں درج ہے کہ:-

"کمان اوم ہے تم خود تیر ہو برہم اجر امر نشانہ ہے۔ جو شخص نشانہ سے ادھر ادھر نہیں ہوتا۔ اور مرکز پر تیر مارتا ہے۔ وہ پرماتما کو پراپت کر لیتا ہے۔"

اگر گیان کیا انکار کی رنگت میں بھی لیا جاوے۔ تو پھر بھی "ارجن" کی پوتر تا استقلال

CC-O. Gurukul Kangri Collection, Haridwar. Digitized By Siddhanta eGangotri Gyaan Kosha

اور دھرم بھاؤ کے لحاظ سے یہ نام بالکل موزوں ہے۔

۳۔ کونتیہ (कौन्तेय) "کنتی کا لڑکا" "ارجن" کی ماتا کا نام "کنتی" تھا اس لئے گیتا میں "ارجن" کو کنتی کے پتر کے نام سے بھی پکارا گیا ہے۔ آریوں کی عظمت کے زمانہ میں استری پرشوں کی یکساں عزت کیجاتی ہے۔ اور جس طرح آجکل لوگ فخر سے اپنے پتا کا نام لیتے ہیں۔ اسی طرح اُس زمانہ میں لوگ فخر سے اپنی ماتا کا بھی نام لیا کرتے تھے۔ چنانچہ رامچند کرشن بھیشم وغیرہ کے سب سے پیارے نام ماتا کے نام پر ہیں۔ کیونکہ "ماتا کے پتر" کہلانے سے خاص قسم کی مادری محبت کا اظہار ہوتا ہے۔ آج استری جاتی ادھوگتی کو پراپت ہو چکی ہے۔ اور اسی لئے ماں کا نام لیتے ہوئے سبکو شرم معلوم ہوتی ہے۔

۴۔ کروشریشٹھ۔ کرو نندن۔ کرو پرویر۔ (कुरुश्रेष्ठ कुरुनंदन कुरु प्रवीर) "کروؤں میں اعلےٰ" "کروؤں کو راحت دینے والا" "کروؤں میں سب سے زیادہ بہادر" بھی "ارجن" کے نام ہیں "کورو" اور "پانڈو" "دونو کروؤ" کہلاتے ہیں۔ بھیشم کو کروؤں برودھ" (कुरु वृद्ध) کہا گیا ہے۔ کیونکہ وہ اس خاندان میں سب سے بزرگ تھے۔

۵۔ گڑاکیش (गुडाकेश) "نیند کا مارا" "نیند پر جس نے قابو پایا ہوا ہے" گیتا میں ایک جگہ ذکر آیا ہے کہ "عام لوگوں کی جو رات ہے وہی یوگی کا دن ہے اور جو یوگی کا دن ہے۔ وہ عام لوگوں کی رات ہے اور جس وقت عام لوگ جاگتے ہیں۔ اُسوقت یوگی سوتا ہے اور جس وقت یوگی سوتا ہے۔ اُسوقت عام لوگ جاگتے ہیں" یوگی ہمیشہ نیند پر غالب آتے ہیں۔ دُنیاوی عیش و عشرت میں غلطاں ہونا نیند کے قابو میں آتا ہے۔ اور ایسی صورت میں گیان اور بدھی سے کام لینا مشکل ہو جاتا ہے۔

(دگیان)

CC-O. Gurukul Kangri Collection, Haridwar. Digitized By Siddhanta eGangotri Gyaan Kosha

آریہ مُسافر کا متر منڈل

خوشی کا مقام ہے کہ "آریہ مُسافر" کے لئے مضمون نگاروں کی کمی نہیں رہی۔ اب آریہ سماج کے برخلاف کتابیں چھپ کی جارہی ہیں۔ اور قابل اشخاص سوالوں کے جوابات "آریہ مُسافر" کے لئے لکھ لکھ کے بھیجے جارہے ہیں۔ جینیوں کی ایک کتاب کا جواب اگست سنہ ۱۹۱۶ء کے رسالہ "آریہ مُسافر" میں کسی قدر شائع ہو چکا ہے۔ اور آئندہ بشرط گنجائش بقایا بھی نکال دیا جاویگا۔ اس جواب سے ہونے والے مہاشہ دیوید اس دُسکوی ہیں۔ مہاشہ مختار سنگھ صاحب وکیل اپ پردھان آریہ سماج سہرٹھ نے مدرسہ الہیات کانپور کے ایک پادری کا جواب لکھکر ارسال کیا ہے۔ جو اس ماہ کے رسالہ میں شائع کیا جاتا ہے۔ مہاشہ مختار سنگھ جی نے آئندہ بھی اس قسم کے رسالہ جات کے جوابات لکھنے کا وعدہ کیا ہے۔ مہاشہ کشوری لعل گپتا منتری آریہ سماج انبالہ چھاؤنی بھی ویدک دھرم کے خلاف تبت خالصوں کی ایک کتاب کا جواب لکھ رہے ہیں۔ اور اسی طرح دیگر اصحاب نے بھی وقتاً فوقتاً مخالفین کی تحریروں کا جواب تیار کرنے کا وعدہ کیا ہے۔ مہاشہ بالکرشن ایم اے پروفیسر گورکل کانگڑی اور مہاشہ گوردھن بی۔ اے۔ پروفیسر گورکل کانگڑی نے بھی کئی کتابوں کے جواب لکھنے کا وعدہ کیا ہے۔

مہاشہ ہری سنگھ خلیفہ ریلوے لائین دہلی کے ہم خاص طور پر مشکور ہیں کہ انہوں نے اکتوبر سنہ ۱۹۱۶ء کے رسالہ کے لئے راما سوامی مت کے متعلق ایک قابل قدر مضمون لکھ کر ارسال کیا۔ اس مضمون کو جس جس بھائی نے پڑھا تعریف کرنے کے بغیر نہ رہ سکا۔ راما سوامی مت کے لوگ اور شاستر بابت بوگ کا مقابلہ بڑے عالمانہ طریق سے کیا ہے اور مضمون میں خوبی یہ ہے کہ راما سوامی مت کا پیرو بھی اگر اسکو پڑھے تو سنجیدہ ہوئے

CC-O. Gurukul Kangri Collection, Haridwar. Digitized By Siddhanta eGangotri Gyaan Kosha

کی بجائے اپنے خیالات کی بابت وچار نا شروع کر دیگا۔ آریہ سماج میں آج کل عوام رادھا سوامی مت کے متعلق محققانہ مضمون کو پڑھنا چاہتے تھے اور اس کمی کو مہاشہ ہری سنگھ نے پورا کیا ہے۔ امید ہے کہ مہاشہ ہری سنگھ جی ہمیشہ دھرم ویر کی یادگار کو مدد دیتے رہا کریں گے۔

بھگت موتی رام جی منتری آریہ سماج میانوالی نے اپنی تصنیف کردہ مہرشی چرتر منظوم پنجابی نامی کتاب کی چند جلدیں ارسال کی ہیں جو آریہ مسافر کے نئے خریداروں کو مفت دیجاوینگی۔ اس کتاب کی قیمت فی جلد ۸ر ہے۔ مگر "آریہ مسافر" کی اشاعت کو مدد دینے کے لئے انہوں نے اپنی تصنیف کی چند اجلاد نئے خریداراں کو مفت ارسال کرنے کے لئے دیدی ہیں۔ امید ہے کہ عوام اس عنایت سے ضرور فائدہ اٹھادیں گے۔ اور دیگر ناظرین "آریہ مسافر" بھی "آریہ مسافر" کی اشاعت کو ترقی دینے کے لئے کوئی نہ کوئی تجاویز عمل میں لاتے رہیں گے۔

آریہ مسافر بابت ماہ نومبر ۱۹۱۲ء میں بہت سے صحاب کے خیالات کا خلاصہ دیا گیا ہے جو انہوں نے ماہ ستمبر ۱۹۱۲ء کے رسالہ آریہ مسافر کو پڑھکر ظاہر کئے تھے۔ چنانچہ اسی سلسلہ میں ہمارے مکرم بھائی پنڈت برہمو ہن دتا تریہ کیفی جالندھر تحریر فرماتے ہیں۔

"..... آپکے ہاتھوں میں آکر رسالہ آریہ مسافر نے بہتر صورت اختیار کر لی ہے۔ میں اس کامیابی کے لئے آپکو مبارکباد کہتا ہوں ....."

CC-O. Gurukul Kangri Collection, Haridwar. Digitized By Siddhanta eGangotri Gyaan Kosha

گایتری منتر

از

مہاشہ رونق رام شاستری آریہ کنیا پاٹھ شالہ
بھدوڑ (ریاست پٹیالہ)

من چنچل کو تھام نوکر کے پرانایام
ادم ادم رٹتے رہو ایشور کا سچ نام

واورا

ٹیک پربھو گن گاونارے۔ سب پاپ تاپ چھوٹ جاویں

۱۔ سویم ابھے بھے سنکٹ ہرتا۔ پالن پوشن رکشن کرتا
بل بدھی نکھ سکل اسی سے پاونارے
پربھو گن ....

۲۔ بھور بھوہ سوہ انتریامی۔ تت سوتر ورنیم سوامی
بھرگو دیو سیہ کانتیہ دھیان لگاونارے
پربھو گن ...

۳۔ من کامن بانی کا بانی۔ پرم گورو پورن وگیانی
دیپ امرت کو اگر امر ہو جاونارے
پربھو گن

۴۔ سرد ایشور وہ سرو آدھارا۔ سب کے بھیتر سب سے نیارا
ایکاگر چت ہو کر رونق دھیاونارے
پربھو گن گاونارے

CC-O. Gurukul Kangri Collection, Haridwar. Digitized By Siddhanta eGangotri Gyaan Kosha

"موجودہ زمانہ کا لاثانی رشی"

سنسکرت کی ایک مشہور کہاوت ہے۔ کہ بڑے آدمی جو راستہ اختیار کرتے ہیں عوام اُسی کی پیروی کرنے لگتے ہیں۔ یہ خیال صرف ہمارے دیش تک ہی محدود نہیں ہے۔ بلکہ دنیا کے ہر ایک دیش میں یہ خیال کسی نہ کسی صورت میں پایا جاتا ہے۔ ایک مہاں پرش کی مہانتا کے سامنے ہر ایک کو خود بخود سر تسلیم خم کرنا پڑتا ہے۔ بفرض محال اگر کچھ عرصہ تک مہاں پرش کی آواز کو جاتی اور دیش کے لوگ نہ سنیں۔ تو تجربہ اور زمانہ آپ ہی آپ لوگوں کو اُسکی مہانتا کے ماننے کیلئے مجبور کرتا ہے۔ بعض صورتوں میں اگر ان بڑے آدمیوں کو اپنی زندگی میں کامیابی ہوئی تھی۔ اور اس وقت کے لوگوں نے بڑی عزت اور وقعت کی نظر سے اُنہیں دیکھا۔ مگر بسا اوقات مہاں پرشوں کو اپنی زندگی میں اپنے جیون اُدیش کو حاصل ہوتے دیکھنا نصیب نہیں ہوا۔ جیسا کہ شری کرشن جی نے گیتا میں فرمایا ہے۔ مہاں پرش اس سنسار میں دھرم کے پرچار اور ادھرم کو ناش کرنے کیلئے جنم لیا کرتے ہیں۔ انکی زندگی دنیاوی عیش و عشرت بھوگنے کیلئے نہیں ہوتی۔ بلکہ سادھوؤں کی رکشا اور دشٹوں کو دنڈ دینے کے لئے ہوتی ہے۔ دنیا میں مذہبی خیالات دو عظیم اقسام میں ہو کر کام کرتے رہے ہیں۔ ایک تو وہ مذاہب ہیں۔ جنہوں نے دریائے دجلہ اور فرات پر نشو و نما پائی۔ اور دوسرے وہ مذاہب جنہوں نے دریائے گنگ و جمن کے کناروں پر فروغ حاصل کیا۔

قسم اول کے مذاہب میں وشواس اور ایمان کا درجہ سب سے بڑھ کر رہا ہے۔ وہ ہمیشہ یہ سمجھتے رہے ہیں۔ کہ ایشور ہمیشہ ایک پیغمبر کو دنیا میں بھیجتا ہے۔ اور جو شخص اُس پر یقین نہیں رکھتا۔ اور ایمان نہیں لاتا۔ اس کے لئے دوزخ کی ابدی آگ سلگ رہی ہے۔ اور جو شخص خدا کے پیغمبر پر ایمان لے آتا ہے وہ ہمیشہ کیلئے بہشت حاصل کر لیتا ہے۔ حضرت عیسیٰ حضرت موسیٰ وغیرہ کو یہی درجہ اپنے پیروؤں میں حاصل ہے۔ بلاشبہ ان شخصوں میں بڑے بڑے آدمی تھے۔ مگر ان میں اُس زمانہ کے

CC-O. Gurukul Kangri Collection, Haridwar. Digitized By Siddhanta eGangotri Gyaan Kosha

اثرات موجود تھے۔ حضرت محمدؐ زیادہ سے زیادہ عرب میں اس قدر اصلاح کر سکے کہ لاتعداد استریوں سے شادی کرنیکی رسم کے بجائے کثرت ازدواج قائم رکھتے ہوئے بھی خاص تعداد استریوں کی مقرر کردی۔ اور حضرت عیسیٰ اور حضرت موسیٰ تو پکار پکار کر کہتے تھے۔ کہ وہ قوم یہود کی شریعت کو پورا کرنے کیلئے آئے ہیں۔

مگر بڑے آدمی کے متعلق دریائے گنگ وجمن پر فروغ پانیوالے مذاہب میں مختلف خیال موجود ہیں۔ یہاں شفاعت اور ایمان کا مسئلہ مطلقاً نہیں مانا جاتا۔ بلکہ سزا وجزا کا انحصار ایک شخص کے ذاتی کرموں پر ہے۔ دریائے گنگ وجمن پر نشوونما پانے والے مذاہب میں سے سب سے افضل ترین مذہب ویدک دھرم ہے۔ اور ویدک دھرم میں پیغمبر اور نبی کے لئے کوئی جگہ نہیں ہے۔ کیونکہ یہاں شفاعت اور ایمان ذریعہ نجات نہیں ہے۔

ویدک دھرم کے مطابق یہاں پرش کی یہ تعریف ہے۔ کہ وہ آپت پرش ہو۔ یعنی من وچن کرم سے ستیہ آچرن کرنیوالا رشی ہو۔ پرماتما نے سرشٹی کے شروع میں ست گیان کا سورج روشن کردیا ہے۔ اور جسطرح مادی سورج بیرونی آنکھوں کے لئے ذریعہ پرکاش ہے۔ اسی طرح آتمک چکشو کیلئے ویدوں کا سورج سب کے لئے درخشاں اور روشن ہے۔ مگر صرف وہی شخص اس سے مستفید ہوسکتا ہے۔ جسنے اس کے لئے کوشش کی ہو۔

ویدک گیان کے حاصل کرنے کیلئے دو ہی ذرائع ہیں۔ ایک ویراگ اور دوسرا بھیاس وشیوں کی وساسنا سے اپنے من کو ہٹا کر برہمچریہ دوارہ اپنی آتمک مانسک اور شریرک شکتیوں کو بلوان کرکے جو شخص دھرماچرن کرنے کے لئے پوری طرح ابھیاس کرتا ہے۔ وہی یوگی اور رشی ہے۔

دنیا کے بیرونی اثرات اس پر کسی قسم کا پربھاؤ نہیں ڈال سکتے۔ ایسے لوگوں کے لئے ہی کہا گیا ہے۔ کہ جو راتری عام لوگوں کے لئے ہوتی ہے۔ وہ دن یوگی کا ہے۔ اور جو دن عام لوگوں کا ہے۔ وہ راتری یوگی کی ہے۔

آریہ ورت کی رکشا کے لئے اس قسم کے رشی آدی سرشٹی سے لیکر آج تک پیدا ہوتے رہے ہیں۔ مگر موجودہ زمانہ کا لاثانی رشی سوامی دیانند سرسوتی ہے۔

CC-O. Gurukul Kangri Collection, Haridwar. Digitized By Siddhanta eGangotri Gyaan Kosha

ویراگ کا جو بھاؤ اور دشمنوں سے سخت گھبرنا جسقدر اس مہاں پرش میں تھی۔ اُسکی مثال اِس زمانہ میں ملنی ناممکن ہے۔ زہر پی لینا قبول کیا۔ مگر بڑے سے بڑے مہاں ایشوریہ والوں کے سامنے بھی صداقت کے اظہار میں غفلت نہیں کی آج لوگ سچائی کے اظہار کیلئے بھی مختلف چالیں چلنا مناسب سمجھتے ہیں۔ اور عقلمند وہی سمجھا جاتا ہے۔ جو اِن چالوں کے چلنے کی خاص لیاقت رکھتا ہو۔ مگر رشی دیانند اِن مکروہ کارروائیوں سے کوسوں دور بھاگتا تھا۔ آزمائش کے کسی موقعہ پر بھی رشی نے پیٹھ نہیں دکھلائی۔

سچائی کا اُپدیش کرتے ہوئے رشی کے سر کو بدن سے جُدا کرنے کیلئے تلواریں میان سے نکلیں۔ مگر اُس راستی پر جان نچھاور کرنیوالے نے اُف تک بھی نہ کی۔ صاحبان کمشنر و ڈپٹی کمشنر اور افسران بالادست بھی اُس کے بھگتی بھاؤ اور ویدک دھرم کی پریتی سے متاثر ہوئے بغیر نہیں رہتے تھے۔ امریکہ اور یورپ میں پڑھے ہوئے غیر لوگوں پر بھی اس یوگی اور رشی کا تپوبل اپنا جلوہ دکھائے بغیر نہ رہ سکا۔

آریہ ورت دیش کے ہر ایک پرانت میں زمانہ موجودہ میں کوئی نہ کوئی گورو اور آچاریہ ضرور پیدا ہوتے رہے ہیں۔ وہ سب کے سب زمانہ کے موجودہ اثر سے پاک نہ رہ سکے۔ ان لوگوں نے بڑے بڑے مٹھ اور پوجا کے محل بنائے۔ اور پرمیشور کی جگہ اپنی پوجا کروائی۔ اِس کا نتیجہ یہی ہوا۔ کہ دھرم پرچار کی بجائے اتیاچار گھر گھر میں پھیلانے کا ذریعہ بنے۔

مگر رشی دیانند پر موجودہ زمانہ کا ذرا بھی اثر نہیں ہوا۔ تعجب کی بات یہ ہے۔ کہ رشی دیانند کا اُپدیش سروانگ سمپورن نظر آتا ہے۔ برہم چاری گرہستی وان پرستی اور سنیاسی ہر ایک کیلئے اُنہوں نے اُپدیش دیا ہے۔ جب کوئی برہم چاری سوامی جی کی تصانیف کو پڑھتا ہے۔ تو اُسے معلوم ہوتا ہے۔ کہ اُس کے سامنے رشی دیانند برہم چریہ کا پورن آچاریہ کھڑا ہے۔ اور وہ برہمچریہ کے ذریعہ سے سنسار کا بھلا چاہتا ہے۔

نیز گرہستی وان پرستی اور سنیاسی کے دلوں پر بھی ویسا ہی اثر پڑتا ہے۔ کیونکہ رشی دیانند نے ان سب آشرموں ہی کے سدھار کیلئے جنم لیا تھا۔ رشی دیانند اُس روشنی

CC-O. Gurukul Kangri Collection, Haridwar. Digitized By Siddhanta eGangotri Gyaan Kosha

دینے والے منوّر سورج کی طرح ہے۔ جو جو پہاڑی اور محل روگی اور تندرست کمزور اور مضبوط اونچی اور نیچی جگہ پہاڑ اور گھاٹی غرضیکہ ہر ایک مقام پر اپنی روشن کرنوں کو پھیلا کر پوتر تا اور پاکیزگی کا پرچار کرتا ہے۔ رشی دیانند نے ذسمر نو ویدوں کا زمانہ دنیا میں لانے کا پرتین کیا ہے۔ اور تنگ و تاریک خیالات کو دور کر کے ایک ایسا وسیع اور فراخ شانتی کا راجیہ پھیلانے کا اُدیوگ کیا ہے۔ جس کے ذریعہ سمی سنسار بھر میں پوتر تا اور دھرم کا از سر نو گہر گہر پرچار ہو گا۔ اور سارا سنسار ایک دوسرے کو اپنا بھائی سمجھنے لگیگا۔ ایک ہی پرماتما کی آگیا پالن کرنے کو سب اپنا پرم کرتویہ سمجھیں گے۔ ایسے آنند دائک زمانہ کی ابتدا اس لاثانی رشی نے کی ہے۔ اور اس کا پھل کنیاؤں اور بالکوں میں برہم چریہ آشرم کے از سر نو اُدھار کے ذریعہ سے نظر آرہا ہے۔ آشا ہے۔ کہ اس رشی کے تپ بل دیرا گیہ اور ابھیاس کا جیون اشانت آتماؤں کے لئے بوکت اور آنند کا باعث ثابت ہو گا۔ (دشنودت)

"کشتیٔ ہند کا ناخدا"

از

مہاشہ چندر کوئی

پھنسی تھی ہند کی کشتی بھنور ڈوب جانیکو
جہالت کا مگر مچھ آیا تھا ٹکر لگانے کو

اِدھر بالوں کے بادل سے چھما چھم نیر برستا تھا
اُدھر طوفان خود غرضی چلا اسکے بہانے کو

ہزار افسوس لیسے میں پڑے ملاح سوتے تھے
مہیا ہو گیا سامان جب اسکے ڈوبانیکو

سوار و نیں مچی ہل چل سبھی کہتے تھے رو رو کر
اٹھا کر لاتی ہے قسمت یہاں پر جاں گنوانیکو

نہیں منظور تھا رب کو کہ جائے ڈوب یہ کشتی
چلا ملاح اک گھر ات سے اسکے بچانیکو

لنگوٹا باندھ کر کس کر لگائی وید کی بلّی
بڑھا دیا نند آگے کو کنارہ پر لگانے کو

کریہ چندر کس منہ سے ادا اب شکر یہ سوائی
زباں ناپاک ناکافی تیرا گن گانے کو

CC-O. Gurukul Kangri Collection, Haridwar. Digitized By Siddhanta eGangotri Gyaan Kosha

ویدک وواہ و نیوگ

و

اسلامی نکاح کا مقابلہ مع جوابات بہ سوال و سو سوالات جدید کی

ٹریکٹ نمبر ۲ منجانب مدرسۃ الہیات کانپور

بجواب

(از بھائی مختار سنگھ وکیل اپ پردھان آریہ سماج میرٹھ شہر)

دیباچہ

مدرسۃ الہیات کانپور نے آریہ سماج کی تعلیم کے برخلاف مختلف ٹریکٹوں کی صورت میں قلم اٹھایا ہے۔ ٹریکٹ نمبر ۲ جسمیں مسئلہ ازدواج پر بحث کیگئی۔ میرے مطالعہ سے گذرا۔ ضروری تو تھا۔ کہ اس ٹریکٹ کا جواب دیا جاتا۔ لیکن بعض اوقات فریق مخالف کی خاموشی سے معترضین اپنے مفید مطلب معنے نکال کر بغلیں بجانے لگتے ہیں اس لئے میں نے مناسب سمجھا۔ کہ مضمون زیر بحث پر آریہ سماج کے ڈیفنس میں خامہ فرسائی کروں۔ ان ٹریکٹوں میں مصنف نے اپنا اصلی مقصد حق طلبی اور مصالحت کو ظاہر کیا ہے اور اگرچہ انکی تحریر میں شوخیاں موجود ہیں۔ تاہم میں دیکھتا ہوں۔ کہ یہ ٹریکٹ اس گندہ لٹریچر سے پاک ہے۔ جو اس سے پیشتر صاحبان اسلام کی طرف سے آریہ سماج کے سامنے پیش ہوتا رہا ہے۔ آیا حضرت مصنف اپنے مضامین کو تعصب اور ہٹ دھرمی سے اپنے دعوے کے بموجب بچا سکے ہیں۔ یا نہیں۔ اس کا جواب میں اونکی اپنی کانشنس پر چھوڑتا ہوں۔ انہوں نے اس ٹریکٹ کو نصیحتانہ طور پر آریہ پبلک کے سامنے رکھا ہے یہ ایک قسم کا تعلّی ہے۔ چونکہ آریہ سماج اپنے سدھانتوں کے ثبوت میں کبھی قاصر نہیں رہا۔ اور اس وقت بھی ہر طرح کے اعتراضات کا جواب دینے کیلئے تیار ہے۔ اس لئے آریہ سماج کے ممبروں کی نظر میں ایسی تعلّی اور شوخ چشمی کی جو وقعت ہو سکتی ہے۔

CC-O. Gurukul Kangri Collection, Haridwar. Digitized By Siddhanta eGangotri Gyaan Kosha

وہ ظاہر ہے۔ بہتر ہوتا۔ کہ مدرسہ الہیات کانپور کی مہربانیوں کا جواب مجھ سے زیادہ واقفیت رکھنے والے بھائیوں میں سے کوئی صاحب دیتے۔ لیکن چونکہ ہمارے یہاں کے علماء کو دیگر امور اہم سے فرصت نہیں ملتی۔ اس لیے میں نے خیال کیا کہ غالباً اس ذراسی خدمت کی انجام دہی میں مبادرت کرنا میری واقفیت کے بمپر کیلئے بھی کوئی غیر موزون جرأت نہیں کہلائے گی۔

مصنف نے جہاں آریہ سماج پر اعتراضات کی بوچھاڑ کی ہے۔ وہاں اپنے عقائد کے مطابق مسئلہ ازدواج پر روشنی ڈالنے سے گریز کیا ہے۔ یہ گریز حق طلبی کی سپرٹ سے مناسبت نہیں رکھتا۔ علاوہ بریں ٹریکٹ کے آخیر میں چند سوالات بے سلسلہ کئے گئے ہیں۔ اُن کا مقصد سوائے اس کے اور کچھ نہیں معلوم ہوتا کہ جواب دینے والے کو خوف طوالت معلوم ہو۔ اور وہ باز رہے۔ بہرحال میں نے اپنے جوابات کی تقسیم یوں رکھی ہے۔ کہ ایک حصہ میں تمام ٹریکٹ کا جواب ہے دوسرے حصہ میں ویدک وداہ پر ایک مدلل مضمون ہے۔ تیسرے حصہ میں مسلمانی بواہ پر میرے اعتراضات ہیں۔ چوتھے حصہ میں آپکے غیر مربوط ۱۰ سوالات کے جواب ہیں۔ پانچویں حصہ میں مذہب اسلام پر میری طرف سے بے سلسلہ سوالات ہیں۔ تاکہ مدرسہ الہیات کو جواب الجواب میں اپنے غیر مربوط اور بے محل سوالات کا خمیازہ اُٹھانا پڑے۔ میں نے اپنی تحریر میں تہذیب اور شائستگی کو نہیں چھوڑا۔ تاہم اگر کوئی لفظ میرے مسلمان احباب کو ناگوار خاطر ہو تو اُمید ہے۔ مجھے معاف کیا جائے گا۔ کیونکہ دیدہ دانستہ کوئی لفظ ایسا نہیں لکھا گیا۔ جس سے سوء مزگی پیدا ہونے کا احتمال ہو۔

نوٹ ۔ جو حوالہ جات ستیارتھ پرکاش سے دیئے گئے ہیں۔ وہ اُس کتاب کے ناگری ایڈیشن نمبر ۸ سمت ۱۹۵۴ بکرمی سے اخذ کئے گئے ہیں۔

(منشی رنگیلہ وکیل)

CC-O. Gurukul Kangri Collection, Haridwar. Digitized By Siddhanta eGangotri Gyaan Kosha

حصہ اول تمہیدی

لائق مصنف نے چند ویدک اصول بطور تمہید کے درج کئے ہیں۔ جن پر چند الفاظ میں حسب ذیل درج کرنا مناسب سمجھتا ہوں۔

(۱) ویدک دھرم کی اصطلاح میں نیوگ کو بھی وواہ کہتے ہیں۔ یہ پہلا اصول ہے جو لائق مصنف نے قائم کیا ہے۔ مگر آریہ سماج ایسا ہرگز نہیں مانتا۔ کیونکہ اگر نیوگ کو بھی وواہ کہتے۔ تو وہ دوسرا بواہ یا پُنربواہ کہلاتا۔ مگر پُنربواہ کی زبردست تردید شری سوامی دیانند صاحب نے اپنی ستیارتھ پرکاش میں کی ہے۔ بواہ صرف انسان کا ایک مرتبہ ہی ہوتا ہے۔ اور وہ زندگی تک قابل پابندی ہوتا ہے۔ ایسا رشتہ جو عمر بھر رہے۔ وواہ ہوتا ہے۔ مگر نیوگ میں مرد و عورت ایک دوسرے کے ساتھ نہیں رہ سکتے۔ لائق مصنف بجائے اس تمہیدی اصول کے قائم کرنیکے اگر ستیارتھ پرکاش صفحہ ۱۶ کے اس سوال کو جو سوامی جی نے خود قائم کیا ہے۔ "وواہ اور نیوگ میں کیا فرق ہے" پڑھ لیتے۔ تو ایسا اصول ہرگز قائم نہ کرتے۔ اس لئے اصول اول غلط ہے سوامی جی نے خود اس سوال کا جواب حسب ذیل دیا ہے (۱) وواہ کرنے میں کنیا اپنے پتا کا گھر چھوڑ پتی کے گھر کو پراپت ہوتی ہے۔ اور پتا سے وشیش سمبندھ نہیں رہتا۔ اور ودھوا استری اس وواہت پتی کے گھر میں رہتی ہے (۲) اس وواہتا استری کے لڑکے اسی وواہت پتی کے دائے بھاگی ہوتے ہیں۔ اور ودھوا استری کے لڑکے دیر یہ داتا کے نہ پتر کہلاتے نہ اس کا گوتر لیتے نہ اس کا سوتواں لڑکوں پر رہتا۔ کنتو رے مرت پتی کے پتر بجتے اسی کا گوتر رہتا اور اسی کے پدارتھوں کے دائے بھاگی ہو کر اسی گھر میں رہتے ہیں۔ (۳) وواہت استری پرش کو پرسپر سیوا اور پالن کرنا اوشیہ ہے۔ اور نیکت استری پرش کا کچھ بھی سمبندھ نہیں رہتا۔ (۴) وواہت استری پرش کا سمبندھ مرن پرینت رہتا اور نیکت استری پرش کا کاریہ کے پشچات چھوٹ جاتا ہے (۵) وواہت استری پرش آپس میں گرہ کے کاریوں کی سدھی کرنے

CC-O. Gurukul Kangri Collection, Haridwar. Digitized By Siddhanta eGangotri Gyaan Kosha

میں تین کیا کرتے۔ اور نیکت استری پرش اپنے اپنے گھر کے کام کیا کرتے ہیں۔ ایسے [illegible] جواب کے ہوتے ہوئے آپکو کسی فرضی اصول کے گھڑنے کی ضرورت نہیں ہے۔ خاوند لفظ اگر نیکت پتی اور دواہت پتی کے لئے استعمال کیا گیا ہے تو اس سے نیوگ اور دواہ ایک نہیں ہو جاتے۔ بلکہ جیسا مضمون جس جگہ ہو ویسے معنی اُس کے کرنے واجب ہیں۔ جو منو کا حوالہ دیا گیا ہے۔ اول تو سوتر منو میں ہوتے ہی نہیں ہیں۔ اشلوک ہوتے ہیں جسکے معنے یہ ہیں۔ کہ آپ نے کسی ترجمہ پر یہ اعتراض کیا ہے۔ مگر اس سارے اشلوک میں "دوسرا دواہ" اس کے لئے کوئی لفظ نہیں آتا۔

اصول دویم۔ یہ کہ کسی کا دواہ اُس کے خاندان پر منحصر نہیں ہے۔ بلکہ اُس شخص کے اپنے گن کرم سبھاؤ پر ہی ٹھیک ہے۔ آریہ سماج جاتی کو نہیں مانتے۔ البتہ ورنوں کے قائل ہیں۔

اصول سویم۔ یہ ہے۔ کہ دواہ اور نیوگ دونوں کا اصلی مقصد حصول اولاد ہے نہ کہ دفع شہوت۔ ٹھیک ہے۔ صرف اس قدر فرق ہے۔ کہ دواہ کا صرف مقصد حصول اولاد ہی نہیں ہے۔ بلکہ دنیا میں زندگی گذارنے کے لئے ایک ہی دوست تلاش کرنا اور بہی ہے۔ دواہ و نیوگ کیوں کیا جاتا ہے۔ اُس کا مفصل حال ہم نے حصہ دویم میں درج کیا ہے۔ وہاں سے معلوم ہو سکتا ہے۔

اصول چہارم۔ یہ کہ یہ بہتر ہے۔ کہ کوئی آدمی برہم چاری رہے۔ اور نیوگ نہ کرے مگر اگر برہم چریہ کی طاقت نہ ہو۔ تو نیوگ کرنا ٹھیک ہے۔ البتہ چند اشلوک جن کا حوالہ منو سمرتی کا دیا گیا ہے۔ اُن کے ترجمہ میں ہم متفق نہیں ہیں۔ مگر اس کی بحث کی ضرورت نہیں ہے۔

اصول پنجم۔ یہ کہ ویدک دہرم ساری دنیا کا اکیلا مذہب اور ہر زمانہ اور ہر قوم کی ضرورتوں کے پورا کرنیوالا دہرم ہے۔ ٹھیک ہے۔ آریہ سماج کا ایسا ہی عقیدہ ہے۔

اصول ششم۔ آریہ سماج منو سمرتی کو مستند مانتا ہے۔ مگر وہیں تک۔ جہاں تک کہ اس کا ویدوں سے اختلاف نہ ہو۔ ویدوں کے علاوہ تمام شاستروں کو آریہ سماج پرتہ پرمان مانتا ہے۔ یعنی وے صرف وہاں تک مستند ہیں۔ جہاں تک کہ

CC-O. Gurukul Kangri Collection, Haridwar. Digitized By Siddhanta eGangotri Gyaan Kosha

وے ویدوں کے برخلاف نہیں ہیں۔ اور اگر وے کسی جگہ ویدوں کے برخلاف تعلیم دیتے ہوں۔ تو آریہ سماج اُن کو ماننے کیلئے تیار نہیں ہے۔ یہی بات سوامی جی نے خود ستیارتھ پرکاش میں بتلائی ہے۔

پہلا باب

جہاں قابل مصنف نے ویدک دھرم پر اعتراض کئے ہیں۔ وہاں شروع میں مذہب اسلام کے مسئلہ ازدواج بلا بیان اس کے کہ وہ کیا بلا ہے بیجا تعریف کی ہے۔ ہم بتلاتے ہیں۔ کہ مذہب اسلام نے کوئی نیا طریقہ دنیا کے سامنے پیش نہیں کیا۔ بلکہ جو اس زمانہ میں رائج تھا۔ اُس کی کچھ کچھ کاٹ چھانٹ کردی ہے۔ اور وہ طریق آریہ سماج کے آٹھ بواہوں کی اد۔ نے اقسام میں شامل ہے۔ آریہ سماج کے نیتا نے جو آٹھ قسمیں بواہ کی بتلائی ہیں۔ اُنمیں دُنیا کی کوئی بواہ کی قسم ایسی نہیں ہے۔ جو ایک نہ ایک تعریف کے اندر نہ آجاتی ہو۔ مگر چونکہ خود ہی مصنف صاحب نے وہ خوبیاں جن کا اُن کے دل میں اس قدر گمان ہے۔ بتانے سے گریز کیا ہے۔ اس لئے ہم اُن پر وچار کرنا ضروری نہیں سمجھتے۔ اس کو علیحدہ حصہ میں جیسا ہم نے دیباچہ میں ذکر کیا ہے۔ درج کریں گے۔ اب ہم اعتراضات کا ایک ایک کرکے جواب دینا شروع کرتے ہیں۔

لائق مصنف نے پہلے سوامی جی کے اصولوں کو اپنے طریق پر بیان کیا ہے۔ اور پھر چند اعتراضات کئے ہیں۔ اگرچہ لائق مصنف کے طریق بیان پر ہی ہم کو اعتراضات ہیں۔ مگر چونکہ وہ اعتراضات خود آگے بیان میں آئیں گے۔ اس لئے اصولوں پر کچھ نہ لکھ کر میں صرف اعتراضات کا ہی جواب دینا مناسب سمجھتا ہوں۔

سوامی جی کا اصول ہے۔ کہ یہ تحقیق شدہ بات ہے۔ کہ غیر موجود چیز سے جو مخلوق ہوتی ہے۔ وہ پاس کی چیز سے نہیں ہوتی۔ اس اصول پر لائق مصنف نے مذاقیہ پیرایہ میں اعتراض کیا ہے۔ مگر یہ بات روزمرہ کے مشاہدہ سے تعلق رکھتی ہے۔ ہمارے خیال میں یہ مسئلہ نہ سوامی جی کا اپنا

CC-O. Gurukul Kangri Collection, Haridwar. Digitized By Siddhanta eGangotri Gyaan Kosha

بلکہ سوامی جی نے ایک اور رشی کا پرمان دیا ہے۔ اور شت پتھ براہمن کے واکیہ سے اسکی پشٹی کی ہے جسکے لفظ یہ ہیں۔ کہ یہ ہی روزمرہ کا مشاہدہ پرانے زمانہ کے رشیوں کا تھا۔ اگر آپ کے مشاہدہ میں یہ بات نہیں آتی۔ تو خیر اس کا کیا علاج ہے۔ کیا اس میں کسی کو کلام ہو سکتا ہے۔ کہ بہن بھائی کی جو محبت روزمرہ دیکھنے میں آتی ہے۔ اس سے بالکل جداگانہ قسم کی محبت مرد و عورت کی ہے۔ بہن بھائی میں بہن بھائی کی محبت ہو سکتی ہے۔ مگر ان میں مرد و عورت بننے کی خواہش بھی پیدا ہو۔ یا ایسی محبت قائم رہ سکے۔ ہرگز ممکن نہیں ہے۔ پاس کے رہنے والے لڑکوں کا بھی یہی حال ہے جس شخص کے ساتھ ہم نے بچپن میں کھیلا کودا ہے۔ اس کے لئے مرد و عورت جیسی محبت ہمارے دلوں میں پیدا ہو۔ یہ خلاف قدرت سی ہی بات ہے۔ اگر دنیا میں ایسی محبت کی چند مثالیں مل بھی گئی ہوں۔ تو اس سے اصول ضائع نہیں ہوتا۔ اس کا صریح اور تسلی بخش جواب اور کوئی نہیں ہو سکتا۔ کیونکہ پرتیکش کے لئے کوئی پرمان دنیا میں نہیں ہے۔ مگر میں اس مشاہدہ کی تائید میں چند مغربی رائیں جو آریہ سماجی نہیں تھے۔ اور خود اس اصول کے پابند ہیں۔ جن کے مورث آریہ نہیں تھے۔ پیش کرتا ہوں۔ اگر آپکی تسلی ہو۔ تو بہتر ہے۔ ڈیوس صاحب اپنی کتاب رفارمر میں یوں رقمطراز ہیں۔ کہ جسطرح محبت بجائے بجلی کو رفع کرتی ہے۔ کشش نہیں کرتی۔ اسی طرح پر بڑی دیکھی رشتہ دار شادی ہو جانے پر ایک دوسرے کو نفرت کرتے اور طلاق دیتے ہیں۔ ان کے درمیان کشش و محبت نہیں ہو سکتی۔ اسی کی تائید ایڈورڈ ویسٹر مارک صاحب اپنی مشہور کتاب دی ہسٹری آف ہیومن میریج صفحہ ۳۲۱ مطبوعہ ۱۸۹۱ء باب ۱۵ میں کرتے ہیں۔

کہ جو لڑکے لڑکیاں بچپن سے ساتھ رہتے ہوں۔ انکے اندر آپس میں ہم بستری کرنے کے خیال سے قدرتی طور پر نفرت ہوتی ہے۔ مسٹر موزز ویگ نر صاحب اپنی کتاب کوس موس ۱۸۸۶ء جلد ایک کے صفحہ ۲۱ پر بھی اس بات کو ایک

(طبعی مسئلہ) مانتے ہیں۔ نیز کیا آپ کے مشاہدہ میں نہیں آیا۔ کہ کسقدر طلاق آپ کے یہاں و دیگر ممالک میں روزمرہ ہوتی ہیں۔

CC-O. Gurukul Kangri Collection, Haridwar. Digitized By Siddhanta eGangotri Gyaan Kosha

اگر دور کے بواہ ہوتے - تو شاید اس قدر طلاق نہ ہوا کرتے - یہ درست ہے - کہ محبت کا سودا نہ نزدیک ٹہکتا اور نہ دور بھاگتا ہے - مگر ایک خاندان کے لڑکے لڑکیوں میں جو ایکدوسرے کے ساتھ رہتے رہے ہوں - یا جو آپس میں بوجہ رشتہ داری کے ملتے جلتے رہے ہوں - کبھی بھی خاوند بیوی بننے کا خیال نہیں آسکتا ہے - اصول جو سوامی جی نے درج کیا ہے - وہ بالکل درست ہے - اگر آپ کل طلاقوں کی میزان لگا کر دیکھیں گے - تو آپ کو معلوم ہو جائیگا کہ زیادہ تر طلاق ان جوڑوں میں ہوئی ہیں جنمیں مرد و عورت ایک خاندان کے تھے - دوسری بات جس کا آپ نے مضحکہ اڑایا ہے - کہ جو بچے ساتھ رہتے رہے ہوں - وغیرہ وغیرہ - اُن میں محبت نہیں ہوتی - یہ بات بھی بالکل ٹھیک ہے - سوامی جی کا مطلب یہ نہیں ہے - کہ جو شخص کسی کو ننگا دیکھتا ہے - اُس سے قدرتاً نفرت ہو جاتی ہے - اور اس وجہ سے بچوں کو والدین سے نفرت ہو جانی چاہیئے - یا بوڑھے آدمیوں کو نفرت ہو جانی چاہیئے - اگر آپ نے یہ مطلب سمجھا ہے تو آپ کی قابلیت ہے - بلکہ سوامی جی کا مطلب صاف ہے - کہ عورت و مرد کی جو محبت ہونی چاہیئے - اِس قسم کی محبت ناممکن ہے - جو آدمی جس لڑکی کے ساتھ بچپن میں کھیلا ہے - اُس کے دل میں کبھی بھی اس سے شادی کرنے کا خیال پیدا نہیں ہو سکتا - بچپن کے معمولی معمولی خیالات و عیوب ایسے ہیں - جو اگر بعد میں عورت و مرد ہوتے ہوئے یاد ہوں - تو کیا بدمزگی پیدا نہیں کر سکتے - مثال کے طور پر ایک لڑکا یا لڑکی کی چڑ پڑ جاتی ہے - اور وہ اس لفظ کے سننے سے لڑنے مرنے کو طیار ہو جاتی ہے - کیا اگر ایسے لڑکے لڑکیوں کی شادی ہو جائے گی - تو وہ بسا اوقات ایسے ایسے خیالات کو بار بار یاد دلا کر آپس میں لڑائی نہ کریں گے - اگر کبھی کسی بچے نے کسی دوسرے بچہ کو مارا ہے - اور ہرا دیا ہے - کیا یہ امر اُس کو عبث شرمندگی دلانے والا نہ ہوگا - وغیرہ وغیرہ - روزمرہ بچوں کی سنیکڑوں باتیں ہیں - جو کہ یاد رکھنے پر آپس میں نفاق کا باعث ہو سکتی ہیں - مرد و عورت کا محض عمر بھر کا اور ہر وقت کا تعلق ہے - جسمیں آپس میں لڑائی ہوتی رہا کرتی ہے - وغیرہ وغیرہ امورات ممکن ہیں - ایسے وقت میں ان بچپنے

CC-O. Gurukul Kangri Collection, Haridwar. Digitized By Siddhanta eGangotri Gyaan Kosha

کے واقعات کی یادگار کیا کچھ زندگیاں "ملخ بنانے کا کام نہیں کریگی - یہ امر ظاہر ہے - آپ کا یہ فرمانا کہ لڑکوں اور لڑکیوں کو ایک دوسرے کے عیوب بتا کر شادی کیجاوے گی - تب تو ساتھ کھیلنے میں کیا اعتراض رہا - بے معنی ہے - کیونکہ کسی لڑکے کے اتہاس چرتر میں یا کسی لڑکی کے اتہاس چرتر میں ویسے عیب یا روزمرہ باتیں درج بھی کیجا سکتیں - جو بالکل معمولی ہوتی ہیں - مگر جن کی یادگار مابین ایسے لوگوں کے جن کے سامنے وہ ہوئی ہوں - بڑا اثر رکھتی ہیں - دوئم چرتر کا پڑھنا اور ان کے ساتھ دن رات رہ کر کرنے میں بڑا فرق ہے - ان اتہاس چرتروں سے محض یہی مطلب ہے - کہ یہ پتہ لگایا جا سکے کہ مرد و عورت کا ایک جیسا گن و کرم سبھاؤ مل سکیں گے - یا نہیں - معمولی باتوں کی واقفیت بذریعہ کسی کتاب کے ہو جانا اور بات ہے - اور ان واقعات کو اور اس کے متعلق بہت سے واقعات کو جس کا ذکر ان کتابوں کے اندر نہیں ہو سکتا - بڑا فرق ہے - یہ اتہاس صرف ویسا ہی ہے - جیسا کہ آج کل مدرسوں میں چال چلن کے خانے ہوتے اور پر ہوا کرتے ہیں - صرف اتنا فرق ہے - کہ ان میں صرف چند الفاظ مقررہ لکھے جاتے ہیں - مگر ان میں ذرا توضیح کے ساتھ ہر بات کا درج ہوا ہے - دونوں سے ایک ہی مطلب نکالنے میں آپ نے غلطی کی ہے -

آگے چلکر آپ اس سدھانت پر اعتراض کرتے ہیں - کہ سوامی جی کا یہ کہنا کہ پانی میں پانی ملنے سے جس طرح نئی صفت پیدا نہیں ہوتی - اسی طرح خاندانیوں کے اندر شادی ہونے سے نئی صفت پیدا نہیں ہوتی - غلط ہے - آپ کا یہ دعوے کہ ضرور نہیں - کہ دو اجنبی آدمی مختلف الخاصیت ہوں - ٹھیک نہیں ہے - اور بالکل مشاہدہ کے خلاف ہے - کیا ہر ایک خاندان کی خصوصیتیں دوسرے خاندان کے لوگوں سے جداگانہ نہیں ہوتیں - یہ ممکن ہے - کہ اس اصول کے خلاف ایک دو مثالیں لاکھوں میں مل سکیں - مگر عام طور پر یہ قاعدہ کلیہ ہے - کہ ہر ایک خاندان اپنے اندر چند صفات اور عیوب رکھتا ہے - اس کی شکل و صورت چہرہ و بشرہ میں خاص خاص فرق پائے جاتے ہیں - اس کی تائید

CC-O. Gurukul Kangri Collection, Haridwar. Digitized By Siddhanta eGangotri Gyaan Kosha

بڑے بڑے مغرب کے دو والوں نے کی ہے۔ اور بتایا ہے۔ کہ ایک خاندان کی اُسی خاندان کے اندر شادی ہونے سے وہ صفات پیدا نہیں ہو سکتیں۔ جو کہ دوسرے خاندانوں کے اندر شادی کرنے سے ہونگی۔ ہم چند رائیوں کا اقتباس ذیل میں درج کرتے ہیں۔ ڈاکٹر جے آرینک صاحب فرماتے ہیں۔ کہ چونکہ ایک ہی ماں باپ کے بچوں میں والدین کے نقص کم و بیش ایک ہی شکل اور قسم کے موجود رہتے ہیں۔ اِس لیئے اگر ان کی باہم شادیاں کیجائیں۔ تو وہ نقص اُنکی اولاد میں جاکر دوبالا ہو جاتے ہیں۔ ڈاکٹر ٹرال صاحب اپنی کتاب کے صفحہ ۲۶۸ پر لکھتے ہوئے رشتی ہیں۔ اگر خوں کے رشتہ داروں میں شادی کیجاویگی۔ تو سستی بھدی اور ترقی نہ کرنے والی پیدا ہوگی۔ کھانے پینے اور سونے میں تو وہ ہوشیار ہوگی۔ لیکن عقل روحانیت راج نیتی اور راج پکاج کے کاموں میں سراسر نالائق البتہ خود غرضی کا پتلا ہوگی۔ چونکہ خوں کے رشتہ داروں میں شادی کرنے والوں کے والدین کی عادات اور کاروبار کی لگن ایک ہی قسم کی ہوتی ہے۔ اِس سے اِن کی اولاد میں جسمانی اور دیگر نقص ضرور پیدا ہو جاتے ہیں۔ اگر خوں کے رشتہ داروں میں شادی کرنے کا قاعدہ بند نہ ہو۔ تو نسل انسان سخت تباہی کا منہ دیکھے گی۔ میں یہ حالات علم فزیالوجی کے مطابق لکھ رہا ہوں۔ آگے چلکر وہ بتلاتے ہیں۔ کہ جو لوگ رشتہ داروں میں شادی کرتے ہیں۔ وہ بلا کے شہوت پرست ہوتے ہیں۔ آپ فرماتے ہیں کہ دنیا میں نسل انسان کی طاقت کوئی شے اتنی جلدی تباہ کرنیوالی نہیں۔ جتنی جلدی کہ یہ شہوت پرستی کرتی ہے۔ گنگے۔ بولے۔ اندھے گونگے حالات کی تحقیقات سے پتہ لگا ہے کہ وہ خون کے رشتہ داروں میں شادی کرنیکی اولاد ہوتے ہیں۔ اِسی طرح ڈاکٹر کالڈول صاحب کا قول ہے۔ کہ ایک خاندان کے لوگوں کا باہم شادی کرنا تنزل کا باعث ہے۔ اور اِسی وجہ سے کئی شاہی خاندان یورپ کے تباہ ہو گئے۔ ایڈورڈ ویسٹر مارک صاحب بھی اپنی کتاب کے صفحہ ۳۵ پر فرماتے ہیں۔ کہ رشتہ داروں کی شادیاں ناقص ہیں۔ مسٹر ڈارون صاحب نے درختوں پر اور جانوروں پر بہت زیادہ تجربات کئے ہیں۔ اور وہ بیان کرتے ہیں کہ [illegible] دو مختلف قسم کے لودوں یا جانوروں کا ملاپ مفید ثابت ہوا ہے [illegible]

CC-O. Gurukul Kangri Collection, Haridwar. Digitized By Siddhanta eGangotri Gyaan Kosha

اسی طرح سر جے سیب رائیٹ صاحب کا خیال ہے۔ کہ اگر ایک ہی قسم کے جانوروں کو بار بار نسلاً بعد نسلاً پیدا کیا جاوے۔ تو آئندہ کے جانور کمزور ہو جاتے ہیں۔ انہوں نے کتوں اور مرغابیوں پر تجربہ کر کے دیکھا ہے۔ اور وہ اسی نتیجہ پر پہونچتے ہیں۔ اسی طرح کے سینکڑوں ڈاکٹروں کے حوالہ سوامی جی کی تائید میں پیش کئے جا سکتے ہیں۔ پھر آپ کا خاص ذاتی مشاہدہ جس میں تعصب کا ہونا ممکنات سے ہے۔ کون یقین کر سکتا ہے۔ کہ ٹھیک ہو۔

ایک بات اور لکھ کر میں اس اعتراض کو ختم کرنا چاہتا ہوں۔ اگر ہمارے لائق مصنف کی پھر بھی تسلی نہ ہوگی۔ تو اور شہادت پیش کیجاویگی۔ حساب کر کے پتہ لگایا گیا ہے۔ کہ جن قوموں میں یہ رواج جاری ہے۔ وہ قومیں برابر موت کیطرف جا رہی ہیں اور ان کی تعداد دن بدن کم ہوتی جا رہی ہے۔ نیگرو۔ ویڈہا قوم رفتہ رفتہ اس وجہ سے ضائع ہو رہی ہے۔ کہ وہ صرف اپنے ہی اندر شادی روا رکھتے ہیں۔ اسی طرح ویدہا بنیٹی قوم کا حال ہے۔

مصنف صاحب نے یہ بھی نتیجہ نکالا ہے۔ کہ دو مختلف خاصیتوں کے ہی انسان لیتے ہیں۔ تو کیوں نہیں بلا لحاظ رشتہ کے شادی کی اجازت دیجاتی۔ ہم اوپر بتلا چکے ہیں۔ کہ خون کے تعلق کے ایک ہونے سے یعنی رشتہ داری کے تعلق ہونے سے خاص اثر ہوتا ہے۔ اور صرف خاصیتوں کا لحاظ کافی نہیں ہے۔ ہر خاندان کے آدمیوں کے خون میں خاص خاص خاصیتیں پائی جاتی ہیں اور جس طرح پیوند لگانے سے درخت عمدہ ہو جاتے ہیں۔ اسی طرح مختلف خاندانوں کے عورت و مرد کے ملنے سے عمدہ اولاد پیدا ہو سکتی ہے +

دیکھو آدم و حوا نے سب سے پہلے باپ بیٹی ہو کر شادی کر کے یہ بری رسم جائز کی۔ کیونکہ آدم سے حوا کو خدا نے پیدا کیا تھا۔ اور پھر اسی سے آدم نے حوا سے بنی نوع انسان پیدا کئے۔ اور ان انسانوں نے جو ایک ماں باپ کے لڑکے تھے۔ آپس میں شادیاں کیں تھیں۔ سگے بہن بھائی کی شادی ہوئی سے آج تک آدم کی سنتان کو بہشت نصیب پھر نہیں ہوا۔ اگر بہن

CC-O. Gurukul Kangri Collection, Haridwar. Digitized By Siddhanta eGangotri Gyaan Kosha

تو قابل ہیں۔ کیونکہ قرآن شریف میں خود اس قسم کی شادیاں ممنوع کی ہیں۔ مگر صرف دبے کھپے الفاظوں میں ورنہ اس کا کیا جواب ہے۔ کہ آدم کے لڑکوں میں بہن بھائی کی شادیاں ہوئیں ہیں۔

بہت سی باتیں جو سوامی جی نے بتلائی تھیں۔ اُن کو قابل مصنف نے یا تو جان بوجھ کر نظر انداز کر دیا ہے۔ اور یا اُن پر اُنکو کوئی اعتراض ہی نہیں۔ چنانچہ اِس کے آگے چلکر جہاں سوامی جی نے سگے کہ دو کہا کا بھان ہونے سے رنجیدگی ہونا ممکن ہے۔ اور پریم کی ڈوری دور شادی ہونے سے لمبی ہو جاتی ہے اس کا بیان کیا ہے۔ اِس پر اعتراض کرتے ہیں۔ آپ کہتے ہیں کہ جیسا امکان رشتہ داری میں شادی کرنیکا ہے۔ ویسا ہی اجنبیوں میں بھی ہے۔ مگر آپ نے نہیں سمجھا۔ کہ یہاں سوامی جی نہ صرف رشتہ داروں میں شادی نہ کرنے پر زور دے رہے ہیں۔ بلکہ قریب بلحاظ فاصلہ کے شادی کرنے سے منع کیا جا رہا ہے۔ ایک مضمون میں تو آپ نے خود تسلیم کیا ہے۔ کہ گو نزدیک کے لوگوں میں رنجیدگی جلد ہو سکتی ہے۔ اور دُور کے لوگوں میں دیر میں۔ مگر امکان دونوں حالتوں میں ہے۔ اِس سے صاف ظاہر ہے۔ کہ سوامی جی کا مسئلہ آپکو خود تسلیم ہے۔ اِس کے صاف معنی یہ ہیں۔ کہ دور کی شادیوں میں رنج کا ہونا کم ممکنات سے ہے۔ دوسرا اعتراض یہ ہے۔ کہ آج کل خبریں سب جگہ جلد پہونچ جاتی ہیں۔ یہ بھی ویسا ہی ہے۔ کیونکہ آنے جانے وغیرہ میں دیر اور روپیہ کا خرچ ہر حالت میں قریب کی بہ نسبت زیادہ ہوتا ہے۔ اِس لئے سوامی جی کے سدھانت میں کوئی فرق نہیں آتا۔ آپ کہتے ہیں۔ کہ اگر ممکنات پر ہی سب باتیں ہیں۔ تو یہ بات تو اصل شادی میں بھی ممکن ہے۔ تو پھر اصل شادی بھی ناجائز ہوئی۔ واہ وا۔ واہ! تو یہ سب باتیں کیا نقلی شادی کی بابت تھیں۔ مہربان من! جہاں تک ہو سکتا ہے۔ وہاں تک احتیاط کرنی واجب ہے۔ اگر پھر بھی لاکھوں میں ایک آدھ ایسی مثال نکل آوے۔ تو کچھ حرج نہیں ہے۔ اِن ن کا فرض ہے۔ کہ وہ خوب اپنی طرف سے کوشش کر گذرے۔ پھر آپ فرماتے ہیں۔ کہ اگر کوئی لڑکی ہماری مدد کی خواہاں ہے۔ اور جس کی

CC-O. Gurukul Kangri Collection, Haridwar. Digitized By Siddhanta eGangotri Gyaan Kosha

بہتری ہم سے وابستہ ہے۔ تو ہم کیوں دور دراز صرف رستہ وسیع کرنے کی غرض سے شادیاں کریں۔ گویا ایک مضمون میں آپ اس اصول کی سنجیدگی پر اعتراض نہیں کرتے۔ بلکہ ان بیکس لڑکیوں پر رحم کرکے آپ کا دل نہیں چاہتا۔ کہ آپ دور دراز شادی کریں۔ کیا خوب! آپ کو یہ خیال نہیں آیا ہے۔ کہ آریہ سماج تمام لڑکیوں اور لڑکوں کو کل قوم کے لڑکے اور لڑکیاں سمجھتی ہے۔ اگر ایک بیکس لڑکی کی شادی کرکے ہی مدد کر سکتے ہو۔ تو کیا بلا شادی کئے نہیں کر سکتے؟ کتنا تنگ خیال ہے۔ بہت سے لڑکے اسی قسم کے دوسری گھروں پر ہونگے۔ انکے ساتھ شادیاں کیجا سکتی ہیں۔ اور اگر ان پر رحم کرتے ہو۔ تو انکی مدد کر سکتے ہو۔ لیکن اگر آپ صرف اس وجہ سے کہ دوسرے خاندان کی لڑکیاں آپ سے فیض نہ اٹھالیں۔ شادیاں نہیں کرتے۔ تو یہ اعلیٰ درجہ کی تنگ خیالی اور خود غرضی ہے۔ اگر آپ دوسرے خاندان کی لڑکیوں سے شادیاں کرلیویں گے۔ تو دوسرے خاندان والے آپکی لڑکیوں سے شادی کرلیویں گے۔ اور اسطرح کوئی اعتراض کی بات دکھلائی نہیں دیتی۔ آپ دوسروں کی مدد کریں۔ اور دوسرے تمہاری مدد کریں گے۔ اگر آپ خود غرضی کرتے ہو۔ تو دوسرے آپکے ساتھ خود غرضی کا برتاؤ کریں گے۔ اور دونوں کو نقصان ہوگا۔ اطاعت کا مادہ دوری سے ہی پیدا ہوا ہے۔

exclusive love impossible

پھر آپ آٹھویں دلیل پر جو سوامی جی نے دی ہے۔ کہ قریب رشتہ داری سے مفلسی کا ہو جانا ممکن ہے۔ پر اعتراض کرتے ہوئے لکھتے ہیں۔ کہ اگر مفلسی ہو سکتی ہے۔ تو اسی طرح امیری بھی ہو سکتی ہے۔ اور لوگ کیوں فضول خرچی کریں۔ یا خاوند کیوں عورت کو اس کے باپ کے گھر جانے دے۔ افسوس کہ آپ نے یہ نہیں سمجھا کہ ہندو شاستر کے بموجب لڑکی کو کوئی حق خاندان سے نہیں ملتا۔ صرف یہ ہے۔ کہ جب کبھی لڑکی اپنے باپ کے گھر جاتی ہے۔ تو اس کو حتی الوسع دان دیکر رخصت کیا جاتا ہے۔ جب کہ لڑکی کو اس کے خاندان سے کچھ نہیں ملتا۔ تو ایسی صورت میں اس کے خاوند کے گھر جانا یا اس سے کوئی چیز لینا پاپ سمجھا جاتا ہے۔ اگر اس بات پر دھیان رکھکر کوئی اعتراض کرتے۔ تو بہتر تھا۔ سوامی جی کو فضول

CC-O. Gurukul Kangri Collection, Haridwar. Digitized By Siddhanta eGangotri Gyaan Kosha

نہایت بجا ہے۔ اور آپکے اعتراض اِس اصول کو نہ سمجھ کر کئے گئے ہیں۔ یہ ناممکن بات ہے۔ کہ اگر عورت کے باپ کا گھر نزدیک ہو۔ اور کوئی شادی بواہ یا تیوہار وغیرہ ہو۔ وہ لڑکی کو گھر نہ بلائے۔ یا لڑکی کا گھر جانے کو جی نہ چاہے۔ ایسی صورت میں وہ اثر جس کا سوامی جی نے ذکر کیا ہے۔ ضرور پیدا ہوگا۔ یہ بات کہ ایسی رسم کیوں ہے۔ کہ لڑکی کو ہمیشہ کچھ دیا جاوے۔ اور اس کو حق وراثت سے محروم کیا جاوے۔ اِس کتاب کا مضمون نہیں ہے۔ اگر آپ کو سمجھنے کی خواہش ہوگی۔ تو ہم مفصل درج کریں گے۔

سوامی جی نے جو یہ بتایا ہے۔ کہ نزدیک بواہ ہونے سے خاندانوں کا گھمنڈ اور ایک دوسرے کی بُرائی ممکن ہے۔ اِس پر اعتراض کیا گیا ہے۔ کہ اگر دور شادی ہوگی۔ تو مرد کو چاہیئے۔ جس قدر سختی کرنیکا موقعہ ہوگا۔ یہ اعتراض بھی ویسا ہی ہے۔ جیسا کہ اور دیگر اعتراض ہیں۔ اگر آپ نے کبھی اِن انوکی خاصیتوں کو بغور مشاہدہ کیا ہوتا۔ تو ایسا اعتراض نہ کرتے۔ اگر عورت کے والد کا گھر قریب ہو۔ یا عورت کا خاندان زیادہ مالدار وغیرہ ہو۔ تو اس کا کوئی اثر خاوند پر نہیں ہوسکتا۔ اور اِس وجہ سے سوامی جی نے عورت کے اپنے گھر جانیکی بابت اور بُرائی کرنیکی بابت آگے بتلایا ہے۔ جب یہ حالت ہے۔ تو عورت کے والدین کے گھر قریب ہوں۔ یا دور ہوں۔ اس کا اثر خاوند پر نہیں ہوسکتا۔ مگر عورت کے گھر کے قریب ہونے سے عورت کو گھر چلے جانے اور دشمنی پھیلنے کا اندیشہ ہے۔ جس کا ذکر سوامی جی نے کیا ہے۔ یہ اصل میں روزمرہ کے ایسے رنجوں سے مراد ہے۔ جن کو ہم ایک دوسرے سے اوجھل جانا کہہ سکتے ہیں۔ ورنہ اِستری اور پتی میں مار پیٹ وظلم تو ہمارے یہاں کِسی حالت میں بھی نہیں رکھا گیا ہے۔ اگر آپکے یہاں ہوتو ہو۔ اگر کوئی خاوند ایسا کرتا ہے۔ تو وہ پاپ کرتا اور جاتی سے دنڈ کے بھاگی ہوتا ہے۔ مگر معمولی معمولی آپس کی رنجش کی کم اُمید کیجا سکتی ہے۔ جس کا یہ علاج بتایا گیا ہے۔

آگے چلکر آپ نے بڑی اِسلام کی شیخی بگھاری ہے۔ اور تھوڑی سی تاریخ گوڑ ہوتے بھی دینے کیلئے آپ نے بتلانا چاہا ہے۔ کہ عرب کے عروج وزوال پر اعتراض کرنا کیا ہے۔ کہ عرب کے لوگ غلط ملط ہونے سے محفوظ رہے۔ [illegible] کے اقوام [illegible]

CC-O. Gurukul Kangri Collection, Haridwar. Digitized By Siddhanta eGangotri Gyaan Kosha

آپ دراصل اپنے دعویٰ کی تائید میں کوئی ثبوت رکھتے ہوتے۔ تو بجائے دو دو صفحات کی لفافی کے اِن دلیلوں کو درج کیوں نہیں کر دیا۔ عرب کیا ہم آپکو چھٹی دیتے ہیں۔ آپ کسی ملک کی تواریخ کی مثالوں سے تجربات سے ڈاکٹروں کی رائیوں سے یہ ثابت کر دیں۔ کہ قریب رشتہ دار وں کی شادیاں مضر نہیں ہیں۔ ہم مان لینگے کہ ویدک فلاسفی غلط ہے۔ مگر محض لن ترانی سے کام چلنا مشکل ہے۔ اگر اسلام بڑی بڑی فلاسفی کا گھر ہے۔ تو ایک دو بات تو اسکی لکھی ہوتیں۔ اگر واقعی چند رشتہ داروں کی شادیاں ممنوع ہیں۔ تو کس اصول پر؟ یہ تو بتایا ہوتا۔ بات یہ ہے۔ کہ جہاں تک آپکی باریک بین نگاہ تھی۔ وہاں تک آپ نے رشتہ داروں کو ممنوع کیا۔ مگر پرماتما نے اُپدیش کیا۔ کہ نہیں جب تک تم کل خاندان کو اور ماں کی چھ پیڑھیوں کو ممنوع نہ سمجھو گے۔ کافی فائدہ نہیں ہوگا۔ حضرت آپ کے یہاں تو ماں تک سے ..... اسکی کیا تعبیر کروگے۔ دیکھو مسئلہ لف حریر۔ چونکہ مجھے بہت کچھ آگے لکھنا ہے۔ اس لئے میں اس کو یہیں چھوڑ کر اگر آپ کے اعتراضوں کے جواب دیتا ہوں۔ مگر آئندہ کے لئے آپ سے درخواست کرتا ہوں۔ کہ خدا کیواسطے اپنی کسی دلیل اور ثبوت کو اُٹھا نہ رکھئے۔ جو آپکی تائید میں ہو۔ اُس کو پیش کر ڈالئے۔ جیسا کہ میں نے اوپر پیش کیا ہے۔

آپ نے آگے چلکر اصلی اسلامی رنگ دکھلا ہی دیا ہے۔ یعنی یہ کہ شادی کا محض مطلب عیش و عشرت و موج اُڑانا ہی ہے۔ آپکو کب خیال آسکتا ہے۔ کہ محض اولاد پیدا کرنے کے لئے کوئی شخص شادی کرے۔ اگر کوئی شخص صفحات ۱۹ و ۲۰ کو غور سے پڑھے۔ تو وہ یہ کہے بغیر نہیں رہ سکتا۔ کہ جس شخص نے یہ الفاظ کہے ہیں وہ شادی کو محض نفس پرستی و عیش و عشرت ہی سمجھتا ہے۔ اور دھرم کے پیروکاروں سے عیش و عشرت کے سامان کو نہ کاٹ ڈالنے کیلئے منتیں مانگتا ہے۔ حضرت! یہ آپکو خیال نہ آسکے۔ تو نہ آسکے۔ کہ لڑکیاں اس عمر تک اور لڑکے اس عمر تک بے شادی کے خیال سے بے پرواہ رکھے جا سکتے ہیں۔ مگر ویدک دھرم کا یہ اصول اس کے ماننے والوں میں رائج ہے۔ اور ایسے یورپ کے خاندان موجود ہیں۔ جن میں بہت [illegible] کیوں یہ شادیاں ہوتی ہیں۔ اخاہ! آپ کے قیاس میں یہ

CC-O. Gurukul Kangri Collection, Haridwar. Digitized By Siddhanta eGangotri Gyaan Kosha

نہیں آتا۔ کہ کس طرح ۴۸ برس کی عمر کے لڑکے اور ۲۴ برس کی لڑکیاں شادی کریں اور اس کو اتم سمجھا جاوے۔ آپ تو ابھی ادنی درجہ کے برہم چریہ پر ہی تعجب کرتے ہیں ٹھیک ہے۔ جن لوگوں کا مطلب صرف نفس پرستی ہو۔ اُنکی سمجھ میں نہیں آسکتا مہربان من! میں آپکو رائے دیتا ہوں۔ کہ آپ اپنے لڑکے یا لڑکی کو تعلیم دیجئے۔ اور انکو وہ وہ غذایات کھلائے۔ جن کا ذکر ویدک شاستروں میں کیا گیا ہے۔ اور حتی الوسع برہم چریہ کے اُن نیموں کا پالن کرائے۔ جو سنسکار وِدھی میں بتائے گئے ہیں۔ اگر آپ کے لڑکے کو شادی کا خیال ۲۵ برس سے پیشتر یا لڑکی کو ۱۶ سے پیشتر آکر ستائے۔ تو ہم ہارے اور تم جیتے۔ آریہ سماج نے اپنے گروکل کے کھولنے سے یہ امر تجربہ کے لئے دنیا کے روبرو پیش کر دیا ہے۔ اور دیکھو کنیا مہاودیالہ جالندھر کی رپورٹ تم کو اس بات کا اطمینان دلا دیگی۔ کہ شادیاں کتنی بڑی عمر میں ہو سکتی ہیں۔ اور عورتوں یا مردوں کو کب خواہش شادی کی پیدا ہو سکتی ہے۔ جن قوموں میں ہمیشہ دماغی کام کرنیکا شوق رہا ہے۔ اور جو قومیں فلاسفی کی شیدا رہی ہیں۔ اُنکو بہت کم شہوت و نفسانیت آکر ستاتی ہے۔ جن لوگوں کو شہوت کا علاج کرنا ہو۔ وہ کوئی دماغی شغل شروع کریں۔ اُن کو خود تجربہ سے ثابت ہو جائے گا۔ کہ آیا عیش و عشرت کیا چیز ہے۔ واقعی آپ کے خیال میں یہ آنا ناممکن ہو مگر آپ کچھ روز اس کا تجربہ کریں۔ دنیا کی عیش و عشرت دماغی آنند کے مقابلہ میں ہیچ ہیں آپ کا یہ خیال کہ ۲۵ و ۱۶ برس کی شادیاں بہت زیادہ عمر کی شادیاں ہیں۔ غلط ہے۔ اس کا جواب آپکو کافی ملچکا۔ اگر آپ کسی طبی کتاب کو دیکھنے کی تکلیف گوارا کرتے۔ سوامی جی نے اسی عمر کے ساتھ ساتھ بتایا تھا۔ کہ تمام قوائے پورے طور پر مرد کے ۲۵ برس میں اور عورت کے ۱۶ برس میں بن کر ختم ہو جاتے ہیں۔ اسلئے اس سے پیشتر شادی کرنا نہیں چاہیئے۔ اس سے ۴۸ برس تک ویریہ کا پیدا ہونا اور شریر کے اندر جذب ہونا ہوتا رہتا ہے۔ جو لوگ اکھنڈ برہم چاری رہتے ہیں۔ وہ عجیب الخلقت انسان ہوتے ہیں۔ اُن کے دماغ شریر آتما بہت طاقتور ہوتے ہیں۔ اُنمیں کسی کو سندیہ نہیں ہو سکتا۔ پھر عمر کے متعلق اعتراض کرنا کیا معنے رکھتا ہے۔ بیچئے میں آپکے لئے مسٹر انگریجی ڈاکٹر ولسن کے اقوال بھی نقل

CC-O. Gurukul Kangri Collection, Haridwar. Digitized By Siddhanta eGangotri Gyaan Kosha

میں درج کئے دیتا ہوں۔ ڈاکٹر کول ایمڈی اپنی کتاب سائنس آف نیو لائف میں رقمطراز ہیں۔ کہ جرمنی کے پرانے باشندے پچیس سال کی عمر تک بیاہ نہیں کرتے تھے۔ اور پچیس سال تک نہایت اعلیٰ درجہ کی عصمت قایم رکھتے تھے۔ اور اس وجہ سے انکی سنتان قد اور طاقت میں ایسی اعلیٰ ہوتی تھی۔ کہ یورپ کے لوگ عش عش کرتے تھے۔ اسی طرح اس کتاب میں صاحب موصوف رقمطراز ہیں۔ کہ مرد کے جسم میں بہت سی ہڈیاں ایسی ہیں۔ جو کہ پچیسویں سال کی عمر سے پیشتر پورے طور پر مضبوط نہیں ہوتیں۔ گلے کی ہڈی اٹھارہویں سال میں مضبوط ہوتی ہے۔ لیکن کندھے کی پچھلی ہڈی پچیسویں سال سے پیشتر مضبوط نہیں ہوتی۔ اور ٹانگ کی ہڈیوں کا بھی یہی حال ہے۔ اعلےٰ تحقیقات سے پتہ لگا ہے۔ کہ معتدل ممالک کے رہنے والی عورتیں جو بیس سال کی عمر سے پیشتر پوری جوان نہیں ہوتیں۔ ۱۶ یا ۱۸ برس کی عمر میں ان کا قد بڑھ جاتا ہے۔ لیکن چوبیس برس سے پیشتر جسم کمالیت کو نہیں پہونچتا۔ ..... ہر اگر اٹھائیس یا تیس برس کی عمر سے پیشتر شادی نہ کرے۔ تو اچھا ہے۔ لیکن ہم یہ کہہ سکتے ہیں۔ کہ مرد پچیس سال کی عمر سے پیشتر ہرگز بیاہ نہ کرے۔ عورت کو اکیسویں یا چوبیسویں سال کی عمر میں شادی کرنا اچھا ہے۔

اسی طرح پروفیسر لٹورنو صاحب کی کتاب کے مطالعہ سے ظاہر ہوتا ہے۔ کہ موجودہ فرانس و انگلستان میں ۱۵ برس کی عمر سے لیکر ۳۵ برس کی عمر تک عورتیں شادی کرتی ہیں۔

یورپ و امریکہ کے اعلیٰ ڈاکٹر یا سائنس دان صرف لطف کے طاقتور ہونے کے لحاظ سے شادی کی عمر مقرر کرتے ہیں۔ چنانچہ ہرج اینڈ پلے فیئر نامی پستک میں ڈاکٹر پلیفر صاحب لکھتے ہیں۔ ایک ڈاکٹر نے چوبیس ہزار شادیوں کے نتائج پر غور کرنے سے یہ اصول قایم کیا۔ کہ وہ باپ جن کی عمر ۲۰ سال سے کم ہے انکی اولاد جسم میں کمزور تھی۔ وہ باپ جن کی عمر پچیس سال سے چالیس سال تک تھی۔ انکی اولاد سب سے طاقتور تھی۔ اس کتاب میں لکھا ہے۔ کہ قدرتی طور پر عورت مرد اپنی طاقت کا جزو سنتان اتپتی کے کام میں بہتر صرف

CC-O. Gurukul Kangri Collection, Haridwar. Digitized By Siddhanta eGangotri Gyaan Kosha

کر سکیں۔ اِس کے لئے ضروری ہے۔ کہ بیوی کی عمر خاوند سے کم ہو۔ ... ...
یہ فرق ۷ یا ۸ سال سے زیادہ نہ ہونا چاہیئے۔ عورت کے لئے شادی کا وقت
بیس اور پچیس سال کے اندر ہے۔

ڈاکٹر ٹرال صاحب کی کتاب کے صفحہ ۲۹۹ پر ڈاکٹر جانسن صاحب کا قول اس طرح
لکھا ہے۔ عورت کی شادی کے وقت اکیس سال کی اور مرد کی ۲۸ سال کی عمر
کم سے کم ہونی چاہیئے۔

اِسی طرح امریکہ کے فلاسفر ایڈروجیکسن ڈیوس صاحب کتاب ہارمونیہ جلد چہارم کے
صفحہ ۴۸۹ پر لکھتے ہیں۔ کہ عورت کے لئے شادی کا بہتر وقت اُس کے گریجویشن
کرنے کی یونیورسٹی کا وچار کرتے ہوئے سولہ برس سے لیکر ۳۰ برس کے درمیان ہے"۔
آپ نے مثال دے کر سمجھایا ہے۔ کہ سوامی جی کی غلطی ہے۔ مثال ذرا سننے کے
قابل ہے۔ آپ فرماتے ہیں۔ کہ ٹھاکر راجپوت۔ گوالا وغیرہ اقوام میں جہاں اِس قانون
پر ہرگز عمل نہیں ہوتا۔ مضبوط چست قد آور لڑکوں کی پیدائش سوامی جی کی غلطی
کی روشن دلیل ہے"۔ آپکے اِس مشاہدہ کے صدقہ۔ آپنے یہ بھی نہیں سمجھا کہ ٹھاکر
لفظ میں راجپوت بھی شامل ہوتے ہیں۔ مگر خیر۔ اگر آج کل راجپوت نوجوان بڈھے
راجپوتوں سے زیادہ تندرست نظر آتے ہوں اگر اُن کے چہرہ لبشرہ اپنے بزرگ
والدین کے مقابلہ میں زیادہ خوبصورت و خوش رنگ دکھلائی دیتے ہوں۔ اگر
وے لوگ اپنے والدین سے زیادہ جفاکش ہوں تو مجھ کو اور کسی دلیل کی آئندہ
دینے کی ضرورت نہیں۔ ایسا معلوم ہوتا ہے۔ کہ آپنے یہ خیال صرف اپنی
چہار دیواری میں بیٹھ کر گھسیٹ ماری ہے ورنہ آپ ایسا لکھنے کی ہرگز جرأت
نہیں کرتے۔ ہندوؤں کی ہر قوم کی بابت میں دعویٰ سے کہہ سکتا ہوں۔ اور
آپ کو چیلنج کرتا ہوں کہ وہ کسی گاؤں میں جاکر مقابلہ کریں اور آپکو مجبوراً تسلیم کرنا
پڑیگا۔ کہ یہ حالت ہرگز نہیں ہے۔ جو آپ درج فرما گئے ہیں۔ دوسری بات یہ بھی
غور طلب ہے کہ آیا دماغی کام کرنیوالوں کی اولاد بھی ایسی ہی عمر میں شادی کر کے
تندرست رہ سکتی ہے یا نہیں۔ بدقسمتی سے راجپوتوں وغیرہ نے تعلیم ترک کر دی
ہے۔ مگر جن مدرسہ جات میں راجپوتوں کے لڑکے پڑھتے ہوں اُنکے والدین

CC-O. Gurukul Kangri Collection, Haridwar. Digitized By Siddhanta eGangotri Gyaan Kosha

سے مقابلہ کر کے دیکھو کہ شادی نے کیا غضب انکی حالت میں ڈھا دیا ہے۔ اور وہ کس قدر تبدیل ہو گئے ہیں۔ شائد آپکو اسوجہ سے مغالطہ ہوا ہے کہ آپنے راجپوتوں۔ گوالوں اور ٹھاکروں کے لڑکوں کا مقابلہ براہمنوں اور بنیوں کے نازک بدن لڑکوں سے کر لیا ہے اور آپ کو انکی ہستی و فدآوری کا خیال آگیا ہے مگر یہہ آپکی سراسر صاف غلطی کا ثبوت نہیں تو کیا ہے۔ براہ مہربانی اسکا جواب دینے سے پہلے کسی گاؤں میں جاکر غور و لاحظہ کر آئیے اور پھر اوٹ پٹانگ عنوان قائم کرنیکی جرات کیجئے گا۔ پھر آپ اپنے مشاہدہ کا ثبوت دیتے ہیں کہ اولاد میں کم ہونگی اور لوگ کم عمر ہیں چونکہ مرجاتے ہیں۔ اسوجہ سے یتیم لڑکے جلدی ہو جایا کریں گے۔ کاش کہ آپ اس دور و رشتا کے ساتھ یہ بھی غور فرمالیتے کہ لوگوں کی عمر کے کم ہو جانے کا سب سے اہم سبب یہی ہے کہ شادیاں صغر سنی میں کی جاتی ہیں یہ ہی وجہ ہے کہ ہندوستان کی اوسط عمر جہاں ۲۵ سال سے تجاوز نہیں کرتی۔ وہاں دوسرے ملکوں کی اوسط عمر ۵۰ سال سے کہیں زیادہ ہے پرانے زمانہ میں لوگ ۱۰۰ برس کی عمر تک پہنچتے تھے۔ اور یہ معمولی عمر انسان کی سمجھی جاتی تھی۔ اس کا کارن محض شادی صغر سنی ہے۔ آپ کو یہ فرض کر لینے کا کیا اختیار ہے کہ اگر زیادہ عمر میں شادیاں ہونگی۔ تب بھی عمر اوسط یہ ہی رہیگی۔ ہمارا دعوی ہے کہ جس قوم کے اندر بچوں کی شادیاں ہوتی ہیں۔ انکی عمر گھٹتی چلی جاتی ہے۔ کیا یہ امر واقعہ نہیں ہے کہ سینکڑوں لڑکے ہر سال اسوجہ سے ضایع ہو جاتے ہیں کہ انکی چھوٹی عمر میں شادیاں کر دیجاتی ہیں۔

آپ آگے چل کر اسلام کی تعریف کے گیت گاتے ہیں کہ اسنے چونکہ لوگوں کے لئے کوئی قید نہیں قائم کی اسوجہ سے وہ سب کے عقیدہ کا مسئلہ ہے۔ ناظرین! یہ تو بڑی کمزوری کی دلیل ہے۔ آریہ سماج نے جس طرح اپنے شاستروں میں صاف لفظوں میں عمریں قائم کیں اگر باریک بین بانی اسلام ہوتے تو کوئی وجہ نہیں ہے کہ وہ بھی عمر کی قید نہ لگاتے یا کوئی اصول اس فرضی عمر کے ٹھیک قائم کرنے کے نہ بتاتے۔ یہ تو صرف باریک بینی، دوربینی کا سوال ہے اگر بانی اسلام صرف کوری کتاب آپکے حوالہ کرتے تو شائد آپ تعریف میں پھولے نہ سماتے۔ اور لوگوں کو دلیل

CC-O. Gurukul Kangri Collection, Haridwar. Digitized By Siddhanta eGangotri Gyaan Kosha

دلیل کرنے کا بالکل موقعہ بھی نہ ہوتا۔ خواہ کیا فلاسفی ہے۔ اسلامی مذہب مانتا ہے کہ آدم کی پسلی سے خدا نے حوا کو پیدا کیا۔ آدم و حوا سے کُل دُنیا کے انسان پیدا ہوئے۔ جس کے یہ معنی ہیں کہ آدم جب کافی سن بلوغت کو پہنچ گیا ہوگا۔ تب خدا نے حوا کو پیدا کیا ہوگا۔ اور پھر اس کے بعد جب سن بلوغیت کو پہنچی ہوگی۔ تب آدم و حوا نے شادی کی ہوگی۔ اگر آدم کی عمر اسوقت جب ہوا اسکی پسلی سے پیدا کیگئی ۲۰ برس بھی رکھیں تو آدم کی شادی کم ازکم ۳۰ سال میں ہوئی ہوگی جو خدا نے خود انسان کے لئے بتایا ہے۔ یا کم ازکم اس کے یہ معنی ضرور ہوتے ہیں کہ سن بلوغیت کے ۱۰ سال بعد کم ازکم آدم کی شادی ہوئی۔ پس آریہ سماج کے مسئلہ کی آپکے مذہب سے بھی تائید ہوتی ہے۔ اگر ہمارا قول غلط ہو تو ہم اپنی غلطی ماننے کو تیار ہیں۔ بشرطیکہ آپ اپنی ہی کسی مستند کتاب سے آدم کے شادی ۲۵ سال سے کم عمر میں ہوتی ثابت کردیں۔ آپنے سوامی جی اور منو مہاراج کے لئے جس تہذیب سے گفتگو کی ہے اسکو انہیں کے لئے چھوڑتا ہوا میں پبلک کو دکھلانا چاہتا ہوں کہ جس بے تکاپن سے لائق مصنف نے اپنی قلم کو جولانی دی ہے۔ وہ دیکھنے کے قابل ہے۔ آپ فرماتے ہیں کہ دین کے لحاظ سے شادی کرنے کے معنوں پر غور کرنے سے پیشتر ہم کو یہ دیکھنا ہے کہ آیا منو مہاراج اور سوامی جی کا اس بارہ میں ایک مت بھی ہے یا نہیں۔ اول تو میں پیشتر ہی لکھ چکا ہوں کہ سوامی جی نے کبھی منوسمرتی کی ایک ایک بات کو سچا تسلیم نہیں کیا۔ بلکہ اس میں سینکڑوں اشلوک ایسے خود ستیارتھ پرکاش میں بیان کئے ہیں۔ جس سے اس کے بنانے والوں کی خود غرضی ظاہر کی ہے۔ اس لئے آپ کو کوئی حق حاصل نہیں تھا۔ کہ آپ اسموقعہ پر سوامی جی سے اور منو مہاراج کے فرق کو دکھلاتے بلکہ آپ کا فرض تھا کہ دونوں کی وہی تعریف تسلیم کر کے آریہ سماج کے بانی کے اصولوں پر اعتراض کرتے۔ مگر نہیں آپ کا فرض تو یہ تھا کہ پہلے آپ من مانے اصول قائم کریں اور پھر اپنے اعتراض کریں۔ خیر میں نہیں چاہتا تھا کہ نفس مضمون کو چھوڑ کر اپنر کچھ لکھوں۔ مگر آپکی جولانی طبعیت کی خبر گیری کرنے کے لئے میں چند جوابات ذیل میں درج کرتا ہوں۔

CC-O. Gurukul Kangri Collection, Haridwar. Digitized By Siddhanta eGangotri Gyaan Kosha

آپنے منوسمرتی کے اشلوک ۱۷ ادھیائے تین میں سے یہ ثابت کرنے کی کوشش کی ہے کہ اس میں یہ آتا ہے کہ شودر کی لڑکی کو برہمن پلنگ پر بیٹھانے سے نرک جاتا ہے۔ قطع نظر اس کے کہ اس اشلوک کو ہم ملاوٹی مانتے ہیں۔ یا کیا آپکی دلیل یہ ہے کہ شودر کی لڑکی الفاظ کے استعمال کے یہ معنے ہیں کہ درن ماں باپ سے ہوتے ہیں خاصیت انسانی سے نہیں۔ آریہ سماج مانتا ہے کہ جب برہمنوں کی حکومت تھی یعنی اُنکی خوب بات مانی جاتی تھی انہوں نے من مانے اشلوک اضافہ کر دئے اور بہت سے اشلوک جن میں براہمنوں کی بیجا تعریف اور شودروں کی بُرائی پائی جاتی ہے ملا دئے گئے۔ اگر آپ سوامی جی کے اس اشلوک کو جسمیں اُنہوں نے بتایا تھا کہ شودر براہمن ہو سکتا اور براہمن شودر ہو جاتا ہے ملا کر پڑھتے۔ اور دوسرے اشلوکوں کو جن میں بیجا تعریف ہے پڑھتے تو آپکو شُبہ نہ رہتا۔ مگر افسوس تو یہ ہے کہ آپکو سنسکرت کی واقفیت تو اسقدر زیادہ ہے کہ آپ منو کے حوالہ جات میں لفظ سوتر کا تحریر کرتے ہیں۔ حالانکہ اشلوک اور سوتر میں وہ لوگ بھی تمیز کر سکتے ہیں۔ جنہوں نے معمولی ہندی پڑھی ہو۔ طرہ یہ کہ جس اشلوک کا آپنے حوالہ دیا ہے۔ اس میں لفظ صاف طور پر शूद्रा پڑا ہوا ہے۔ جس کے ہر شخص جس نے ذرا بھی دیاکرن سنسکرت کی پڑھی ہو جانتا ہے کہ اسکا ترجمہ شودر کی لڑکی نہیں ہے۔ بلکہ ٹھیک ترجمہ شودرانی ہے۔ ایسی صورت میں اعتراض کس قدر لچر ہے لائق مصنف و پبلک خود محسوس کر سکتی ہے۔ مگر تو بھی ناظرین کے لئے ہم یہ مناسب سمجھتے ہیں کہ جس اشلوک کا حوالہ دیا گیا ہے۔ اُسکو ذیل میں نقل کر کے صاف کر دیں اصل اشلوک حسب ذیل ہے:۔

शूद्रां शयनमारोप्य ब्राह्मणो यात्यधोगतिम्।
जनयित्वा सुतं तस्यां ब्राह्मण्यादेव हीयते ॥

ارتھ شودرا کو پلنگ پر بیٹھانے سے براہمن نیچ گتی کو پراپت ہوتا ہے اور اس کے سنتان پیدا کر کے براہمن پنے سے ہی گر جاتا ہے۔ یعنی صرف اس کے ساتھ خیالات بد ظاہر کرنے سے تو نیچ گتی والا ہوتا ہے۔ اور اگر دشٹ بھوگ

CC-O. Gurukul Kangri Collection, Haridwar. Digitized By Siddhanta eGangotri Gyaan Kosha

کرتے تو وہ براہمن براہمن نہیں رہتا۔ اب ہر شخص خود دیکھ سکتا ہے کہ سنسکرت میں ہر لفظ کے ساتھ (ا) ملا دینے سے وہ مونث بن جاتا ہے۔ پس جب شودر کے معنے شودر کے لڑکے کے نہیں تو شودرا کے معنی کس طرح شودر کی لڑکی کے ہو جائینگے۔ اس سے آگے چل کر دو اشلوکوں کا حوالہ لائق مصنف نے دیکر یہ ہی ثابت کرنے کی کوشش کی ہے کہ منو مہاراج کے بموجب دوِن جنم سے ہوتا ہے کرم سے نہیں۔ وہ اشلوک حسب ذیل ہیں۔ جن کا ترجمہ اول بموجب مصنف درج کیا گیا ہے اور بعد میں اصلی ترجمہ درج کیا گیا ہے۔

श्रोत्रिये तूपसंपन्ने त्रिरात्रमशुचिर्भवेत् ।
मातुले पक्षिणीराज्ञोः शिष्यत्विग्बन्धुषु च ॥ २१ ॥
प्रेते राजनि सज्योतिर्यस्य स्याद्विषये स्थितः ।
अश्रोत्रिये त्वहः कृत्स्नमनूचानेतथा गुरौ ॥

ارتھ بموجب مصنف۔ وید و شاستر کا پڑھنے والا (اصلی براہمن) مراد ہو تو دوستی وغیرہ کر کے اس کے پاس رہنے والے کو یا اس کے گھر میں رہنے والے کو تین رات تک سوتک (سوگ) رہتا ہے..... اور مورکھ (جاہل) براہمن کے مرنے میں اس کے گھر میں رہنے والوں کو ایک دن تک سوتک ہوتا ہے۔

اصلی ارتھ۔ وید و شاستر نہیں شروتریہ کے مرنے میں تین دن اور ماما۔ ششٹھ۔ رتوک اور باندھوں کے مرنے میں ڈیڑھ دن اشوچ رہتا ہے۔ جس کے دیش میں رہتے ہیں اس راجہ کے مرنے میں سوریہ است تک اشوچ رہے۔ جو شروتریہ نہ ہو تو سارا دن جس نے پورن وید ادھین کیا ہو یا گرہ ہو مکا بھی۔ شروتریہ اور اشروتریہ لفظ کے اوپر لائق مصنف نے اپنی رائے ظاہر کی ہے کہ ایک کے معنے دو دان براہمن کے ہیں اور دوسرے کے معنی جاہل براہمن کے ہیں۔ حالانکہ شروتریہ کہتے ہیں جس نے ویدوں کو خوب اچھی طرح سے پڑھا ہو۔ اور اشروتریہ جس نے اچھی طرح نہ پڑھا ہو۔ دوسرے اشلوک میں کہیں بھی لفظ براہمن نہیں آتا۔ بلکہ جو کوئی بھی شروتریہ اور اشروتریہ ہو مراد ہے۔ پھر یہ کہنا کہ چونکہ مورکھ براہمن ایک جگہ آیا ہے اس لئے جنم سے براہمن ہوتے ہیں کرم سے نہیں

CC-O. Gurukul Kangri Collection, Haridwar. Digitized By Siddhanta eGangotri Gyaan Kosha

کیا معنی رکھتا ہے۔

پھر آپ فرماتے ہیں کہ چونکہ براہمن چاروں ورنوں کی استریوں سے اور ویشیہ دو والوں کی استریوں سے اور کشتری تین ورنوں کی استریوں سے نیوگ کرنے کا ادھکاری سوامی جی نے بتایا ہے۔ اس لئے سوامی جی کو بھی ایک معنوں میں یہ ماننا پڑا کہ کرم سے ورن ہوتے ہیں جنم سے نہیں۔ اول تو اس میں ایک لفظ بھی آپکی تائید میں نہیں ہے کہ کس طرح جنم سے یہ سوامی جی ورن مانتے ہیں۔ دوم جہاں آپنے منوسمرتی کے سواویں اشلوک کو لکھکر یہ بتلایا ہے کہ براہمن کو سب ورنوں کی لڑکیوں سے شادی کرنا بتایا گیا ہے۔ اس لئے ورن ذات سے مراد ہے اسوجہ سے غلط ہے کہ اس سے اگلا اشلوک اس کے خلاف ہے۔ جو اس طرح سے ہے۔

न ब्राह्मण क्षत्रिययोरापद्यपि हि तिष्ठतोः ।
कस्मिंश्चिदपि वृत्तान्ते शूद्रा भार्योपदिश्यते ॥

ارتھ۔ براہمن کشتریہ کو آپت کال میں بھی کسی درشتانت میں شودرا بھاریہ نہیں بتائی گئی ہے۔ اس طرح سے لائق مصنف نے جو سوامی جی کے سدھانت کو شاستروں سے غلط ثابت کرنے کی کوشش کی ہے۔ وہ محض انکی غلطی ہے۔

آگے چلکر آپنے سوامی جی کے اس اصول سے کہ نیوگ اپنے ورن یا اپنے سے اونچے ورن والے مرد کے ساتھ کرنا چاہئے۔ سے یہ مطلب نکالنا چاہا۔ کہ سوامی جی بھی ذات پات کے معنے ہی ورن نکالتے تھے۔ جبکہ صاف لفظوں میں ورن والے مرد اور ورن والی عورت درج ہے۔ پھر لائق مصنف کا یہ اعتراض کہ سوامی جی ورن سے کیا مراد لیتے تھے صریح غلطی ہے۔ یہ اور بات ہے کہ قابل مصنف نے اسکی فلاسفی نہ سمجھی ہو کہ کیوں انتم دیر یہ پیش سے ہی نیوگ کرنا چاہئے۔ اس کے خلاف نہیں۔ سوامی جی نے خود ہی اس اصول کو صاف کر دیا تھا۔ مگر ہم اور اسکی وضاحت کئے دیتے ہیں۔ آپ جانتے ہیں کہ بیج کا درخت پر جو اثر پڑتا ہے وہ زمین کا نہیں پڑتا۔ جو گن مرد میں ہوتے ہیں۔ وہی اولاد میں آتے ہیں۔ زمین کا اثر بیج پر صرف اسقدر پڑ سکتا ہے کہ وہ کافی مضبوط نہ ہو۔ اگر زمین خراب ہے جسمانی

CC-0. Gurukul Kangri Collection, Haridwar. Digitized By Siddhanta eGangotri Gyaan Kosha

مالت کے سوائے درخت پر زمین کا اثر بہت کم آتا ہے۔ اِسلئے سوامی جی نے بتلایا ہے کہ سنتان ماں باپ کی بہ نسبت جبھی عمدہ ہوگی جبکہ نیوگ اپنے ورن سے اوپر والے ورن کے ساتھ ہوگا۔ ناہوزون ملاپ کی قباحت کا سوال نیوگ میں اسوجہ سے پیدا نہیں ہوسکتا۔ کیونکہ نیوگ صرف عارضی سمبندھ ہے۔ استری اور پُرش کا تعلق جو زندگی بھر کا ہے۔ اِس میں ضرورت ہے کہ گُن کرم سبھاؤ ایک ہوں کیونکہ اگر ایسا نہ ہوگا تو مرد و عورت کی روزمرہ لڑائی رہے گی۔ مگر نیوگ کی حالت میں ایسا ضروری نہیں ہے۔ کیونکہ مرد و عورت کا ملاپ اِس صورت میں سوائے اولاد پیدا کرنے کے اور کسی غرض کے لئے نہیں بتایا گیا ہے۔ سوامی جی پر جو آپنے برہمنی شرافت کی حرکت کا الزام لگایا ہے وہ آپکی قابلیت اور تہذیب کا عمدہ نمونہ ہے۔ اگر آپ فن باعبانی کے معمولی اصولوں سے بھی واقف ہوتے تو ہرگز ایسا اعتراض نہ کرتے۔

آگے چلکر کوئی نتیجہ اس ورن ولنب کے جھگڑا کا نہ نکالکر اعتراض کیا ہے کہ طلاق ویدک دھرم میں ناجائیز ہے تب پھر اگر مرد و عورت کی آپسمیں نہ بنیگی تو کیا ہوگا۔ زنا و بدمعاشی زیادہ پھیلیگی وغیرہ وغیرہ۔ مگر آپنے یہ نہیں سوچا کہ ویدک دھرم زنا کار مرد و عورت کو سب سے زیادہ خطرناک سمجھتا ہے۔ اور ایسے لوگوں کو سزائے موت تجویز کرتا ہے۔ جیساکہ منوسمرتی کے قانون سے آپکو واضح ہوگا کیونکہ زنا کار مرد و عورت نہ صرف اپنے دھرم سے گر جاتے ہیں۔ بلکہ وہ ایک ایسی بُری مثال دوسروں کے لئے پیش کرتے ہیں جس سے قوم کا ستیاناش ہوتا ہے اور دُنیا میں دھرم کی مستقل جڑ اولاد کے پیدا کرنے سے قائم کرتے ہیں۔ اِس لئے ایسا سوال تو ویدک دھرم کے اندر پیدا نہیں ہوسکتا تھا۔ جسکی تدبیر کے لئے طلاق کی ضرورت ہوتی۔ صرف بدزبانی وغیرہ باتیں رہ گئیں یعنی یہ کہ گُن کرم سبھاؤ کا اگر کافی لحاظ شادی میں نہیں رکھا گیا۔ اور اسکی وجہ سے آپسمیں ان بن رہی تو کیا ہو؟ اِس کا حل ویدک دھرم نے نیوگ بتایا ہے۔ حضرت طلاق کی بنیاد ڈالنے سے مرد و عورت کے تعلقات میں کس قدر تفرقہ پڑجاتا ہے۔ اور عصمت کوئی معنی نہیں رکھتی۔ آپکو خود ان دبے ہوئے الفاظوں میں "اس میں کچھ شک نہیں کہ طلاق کی

CC-O. Gurukul Kangri Collection, Haridwar. Digitized By Siddhanta eGangotri Gyaan Kosha

عام اجازت تعلق زناشوئی کو نہایت کمزور و خطرناک بنا دیتی ہے" طلاق کی برائیاں تسلیم کرنی پڑی ہیں۔ آپ سوچئے تو سہی اگر ہم نے ان تمام اصولوں کا لحاظ کر کے جو براہ کے وقت تلاش کئے جاتے ہیں شادی کی ہے اور مرد و عورت کو یہ بھی خیال ہے کہ ان کا زندگی بھر تعلق رہنا ہے۔ تب پھر ان کو طلاق کی ضرورت ہو سمجھ میں نہیں آتا البتہ ایسے ہی واقعات ہو سکتے ہیں جنکا اوپر ذکر کیا جا چکا ہے۔ اگر شہوت پرست انسان و جنا میں پیدا ہوتے ہیں تو وہ احاطہ دھرم سے باہر ہیں۔ اور وہ حیوان سے زیادہ وقعت نہیں رکھتے۔ آپکا یہ فرمانا۔ کہ ایسی عورتوں کو جو بدچلن ہیں۔ نان نفقہ خاوند کو دینا پڑے گا۔ اور اس عورت کی حرامکاریوں میں کچھ فرق نہ پڑیگا۔ آپکی ہندو دھرم شاستروں سے واقفیت کا ایک اور نمونہ ہے۔ حضرت! ویدک دھرم کے بموجب اول تو ایسی عورت و مرد کو سزائے موت ہے۔ وہ تم ایسی عورت کو نان نفقہ سے بھی محروم کیا گیا ہے۔ مگر آپ بتاویں کہ اگر مرد ایسی عورت کو طلاق دے سکتا ہے۔ تو عورت مرد کو طلاق کیوں نہیں دے سکتی۔ اس میں کیا فلاسفی ہے۔ عورت مرد کا تعلق جسقدر دیرپا ہوگا۔ اسی قدر زیادہ خوشی کا باعث ہوگا۔ اور دُنیا میں شانتی دلانے والا ہوگا۔ اگر آپ کانپور شہر کے ہی اندر مقدمات طلاق کا پتہ لگاتے تو آپکو معلوم ہو جاتا۔ کہ یہ رسم عورت و مرد کے تعلق کو کس قدر کمزور کر رہی ہے اور آج گرہست آشرم رُکھ کا گھر بن رہا ہے۔ ولائت میں جہاں لوگ تعلیم یافتہ ہیں۔ مرد و عورت طلاقوں کی بھرمار و کشمکش کو دیکھ کر شادی کرنے سے نفرت کر رہے ہیں۔ اگر ہماری مسلمان بھائی بھی زیادہ تعداد میں تعلیم یافتہ ہو گئے اور عورتیں بھی الیشور کرے کہ وہ دن قریب ہو۔ تب آپ دیکھیں گے۔ کہ عورت و مرد کے تعلقات طلاق کی بدولت کیا گل کھلاتے ہیں۔ ذرا سوچئے تو سہی ایک عورت حاملہ ہے اسکو اُس کا خاوند طلاق دیدیتا ہے۔ تو اُسکی مصیبت کا کیا ٹھکانہ ہوگا اسی طرح ایک بڑھیا عورت کو اگر خاوند طلاق دیدے تو کیا حالت ہوگی۔ عورت و مرد کے تعلق میں طلاق کا خیال کس قدر کشیدگی پیدا کر رہا ہے۔ جس کا کوئی حد و حساب نہیں۔ آپ جو مثالیں دیتے ہیں۔ وہ ویدک اصولوں کو بھولکر دیتے ہیں + باقی آئندہ

CC-O. Gurukul Kangri Collection, Haridwar. Digitized By Siddhanta eGangotri Gyaan Kosha

اُپنشدوں کا اُردو ترجمہ

کٹھ اُپنشد

(۸)

आशा प्रतीक्षे सङ्गतꣳ सूनृतां चेष्टापूर्तं
पुत्रपशूꣳश्च सर्वान्। एतद्वृङ्क्ते पुरुष
स्याल्पमेधसो यस्यानश्नन्वसति ब्राह्मणो
गृहे ॥ ८ ॥

"جس پُرش کے گھر میں برہم کے جاننے والا انتھی بغیر کھانے کے بستا ہے اُس کم عقل پُرس کے غائب اور ظاہر ہونیوالے سے محسوس ہونیوالے اشیاء کی خواہش ان دونوں ابشوں کی پراپتھنا سے حاصل ہونیوالے پھل میٹھی زبان اور ہوم وغیرہ یگیہ اور دھرم سالہ پاٹھ شالا وغیرہ رفاہ عام کے کام ان کا پھل اور سب پُتر اور پشو ان سب کا ستکار نہ کیا ہوا انتھی ناش کرتا ہے ۔

(۹)

तिस्रो रात्रीर्यदवात्सीर्गृहेमेऽनश्नन्
ब्रह्मन्नतिथिर्नमस्यः।
नमस्तेऽस्तु ब्रह्मन्त्स्वस्ति मेऽस्तु तस्मा
त्प्रति त्रीन्वरान्वृणीष्व ॥ ९ ॥

CC-O. Gurukul Kangri Collection, Haridwar. Digitized By Siddhanta eGangotri Gyaan Kosh

"اے برہم کے جاننے والے تتھی اِس لئے آپ نمسکار کرنے کے لائق ہیں آپکو پرنام ہو میرا کلیان ہو۔ اے براہمن جو آپ میرے گھر میں تین رات بنا کھائے پیئے رہے اِس لئے ایک ایک رات کے لئے تین ور مانگیں ❊

(۱۰)

शान्त सङ्कल्पः सुमना यथा स्याद्वीतम
न्युर्गौतमोमा भिभृत्यो ।
त्वत्प्रसृष्टं माभिवदे त्प्रतीत एत त्त्रया
णां प्रथमं वर वृणो ॥ १० ॥

اے مرتیو گوتم کا پتر میرا پتا دالک میرے لئے شانت چت والا پرسن من والا بغیر کرودہ جیسے ہووے آپکے بھیجے ہوئے مجھکو دیکھ کر پہچان کر کہ یہہ وہی میرا پتر ہے۔ جسکو مینے مرتیو کے پاس بھیجا تھا۔ یہ تین وردوں میں سے پہلا ور چاہتا ہوں ❊

(۱۱)

यथा पुरस्ताद्भ विता प्रतीत औ द्दालकिरु
द्दा लकिर्मत्प्रसृष्टः । सुखं रात्री : शयितावीत
मन्यु स्त्वांददृशिवान् मृत्यु मुखात्प्रमुक्तम् ॥

"اُرن کا پتر تیرا پتا دالک جیسا پہلے تھا ویسے ہی میرے جتلا دینے پر تجھ پر وشواش کرنیوالا ہوگا۔ اور میرے بھیجے ہوئے تجھکو پاکر راتریوں میں سکھ سے سوویگا۔ اور بنا کرودہ والا ہوکر تجھہ کو موت کے مُنہ سے چھٹا ہوا دیکھہ کر خوش ہوگا ❊

CC-O. Gurukul Kangri Collection, Haridwar. Digitized By Siddhanta eGangotri Gyaan Kosha

CC-O. Gurukul Kangri Collection, Haridwar. Digitized By Siddhanta eGangotri Gyaan Kosha

CC-O. Gurukul Kangri Collection, Haridwar. Digitized By Siddhanta eGangotri Gyaan Kosha